عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۱۹ تا ۲۵ رشعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رجون ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۲۲

سیّد عشرت جمیل میرؒ کا سانحۂ ارتحال

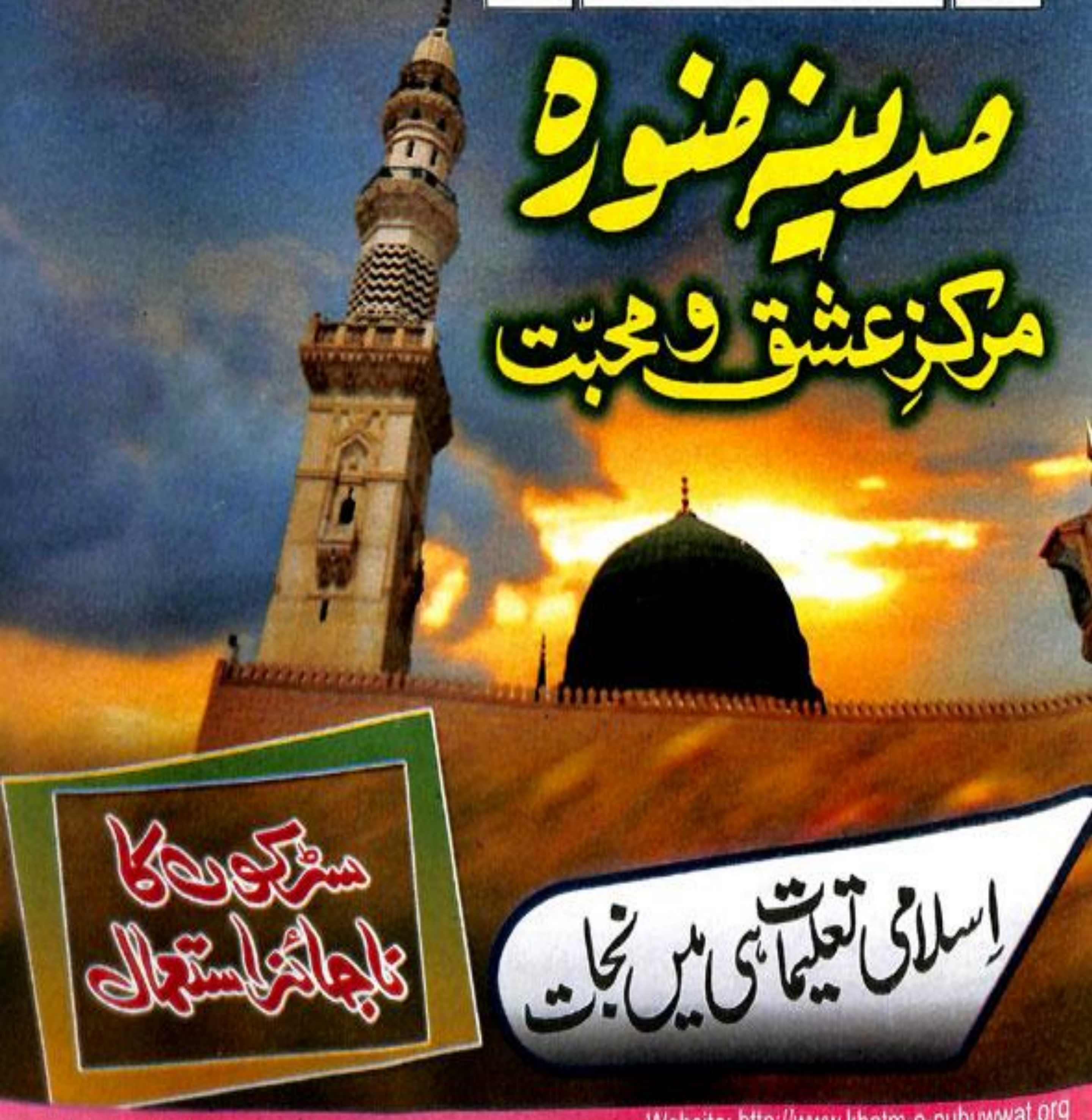

مدینہ منورہ مرکزِ عشق و محبت

سڑکوں کا ناجائز استعمال

اِسلامی تعلیمات ہی میں نجات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

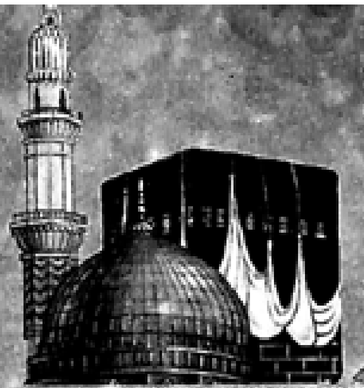

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

بغیر سحری کیے روزہ رکھنا

محمد طلحہ، کراچی

س:...... بغیر سحری کھائے روزہ رکھ سکتے ہیں؟ اگر کسی کی آنکھ نہ کھلی اور سحری کا وقت ختم ہوگیا یا سحری کے وقت اٹھ گیا، لیکن بغیر کچھ کھائے پیئے ہی روزہ کی نیت کرلے تو ایسا کرنا درست ہے؟

ج:...... سحری کھانا مستحب ہے اور باعث برکت ہے، اس لئے سحری کے وقت تھوڑا بہت کھالینا چاہئے اور اس سے بدن میں قوت اور ہمت بھی رہے گی۔ ہاں اگر سحری میں آنکھ نہیں کھلی تو پھر بغیر کھائے پیئے ہی روزہ رکھے۔ بلاعذر روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔

سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد نیت بدلنا

س:...... ایک شخص نے رات کو نیت کی کہ صبح روزہ رکھوں گا اور سحری میں آنکھ نہیں کھلی، تو کیا سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد اب وہ نیت بدل سکتا ہے کہ نہیں؟ یعنی روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

ج:...... اگر رات سے ہی روزہ رکھنے کی نیت تھی تو صبح صادق کے بعد سے اس کا روزہ شرع ہوگیا، اب وہ اپنا ارادہ بدل نہیں سکتا، ہاں اگر وہ سحری میں اٹھ جاتا اور پھر کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی نیت کرتا تو ٹھیک تھا، مگر اب چونکہ روزہ شروع ہوگیا ہے اور یہ پہلے ہی اس کی نیت کرچکا تھا، اس لئے اب اگر روزہ توڑے گا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

سحری کا وقت کب تک؟

س:...... سحری کا وقت اذان پر ختم ہوتا ہے یا سائرن پر؟ کس میں کھانا پینا بند کردینا چاہئے؟

ج:...... سائرن اور اذان وقت ختم ہونے پر ہی ہوتے ہیں، لیکن ہوسکتا ہے کہ کسی خرابی کی وجہ سے اذان ہونے یا سائرن بجنے میں تاخیر ہوجائے جبکہ سحری کا وقت پہلے ہی ختم ہوچکا ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ سحری افطاری کا ٹائم ٹیبل رکھ لیں اور اس کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہوگیا، اب کچھ کھا پیا نہیں سکتے اور اذان تو سحری کا وقت ختم ہونے کے بعد ہی دی جاتی ہے، مگر سائرن کسی جگہ وقت ختم ہونے سے ایک منٹ پہلے ہی بجادیا جاتا ہے اور کہیں وقت ختم ہونے پر اس لئے احتیاط سے کام لیں۔

امتحان کی تیاری کے لئے روزہ نہ رکھنا

س:...... کیا امتحان کی تیاری کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ کیونکہ روزہ رکھ کر طبیعت نڈھال ہوجاتی ہے اور پڑھائی نہیں ہوتی، جبکہ امتحان دینا بھی ضروری ہے۔

ج:...... شدید بیماری کی صورت ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا ڈر ہو یا پھر کوئی ایسا مرض ہو کہ روزہ نہ رکھ پاتا ہو، اس صورت میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ معمولی بیماری یا تکلیف اور مشقت کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اس لئے امتحان کے لئے روزہ نہ چھوڑیں بلکہ روزہ ضرور رکھیں اور پڑھائی افطاری کے بعد اور رات میں بھی کرسکتے ہیں۔ امتحان ضروری ہے تو روزہ اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے، اس کو چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ چھوڑنے والے کا حکم

س:...... جو شخص رمضان المبارک میں بغیر کسی عذر کے روزہ چھوڑ دے، اس کیلئے کیا حکم ہے؟

ج:...... بغیر شرعی عذر کے جان بوجھ کر روزہ چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے شخص کو توبہ و استغفار کرنا ہوگا اور روزے کی قضا بھی ضروری ہے۔ رمضان کے بعد یہ روزہ رکھنے سے گناہ تو معاف ہوجائے گا مگر رمضان کی برکت وفضیلت حاصل نہیں ہوگی، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے، وہ اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ ۱۹ تا ۲۵ رشعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رجون ۲۰۱۵ء شمارہ:۲۲

اس شمارے میں!

سیّد عشرت جمیل میر کا سانحہ ارتحال	۴	محمد اعجاز مصطفی
مدینہ منورہ.... مرکز عشق ومحبت	۶	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
سڑکوں کا ناجائز استعمال	۹	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
اسلامی تعلیمات ہی میں نجات	۱۲	جاوید اختر ندوی
مولانا شجاع آبادی کا خیبر پختون خواہ کا تبلیغی دورہ	۱۳	مولانا عابد کمال
تحفظ ختم نبوت زندہ باد	۱۶	مولانا قاضی احسان احمد
جامعہ باب العلوم میں بیتے ہوئے چند سال	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
بے لوث مجاہد حاجی محمد اسلم مرحوم لندن	۲۰	مفتی محمود الحسن لندن
حضرت مہدی علیہ الرضوان...... (آخری قسط)	۲۱	حافظ عبید اللہ
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۳۱)	۲۳	سعود ساحر

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت سیّد عشرت جمیل میر رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

۱۳؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲؍مئی ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء رات ساڑھے دس بجے عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہٗ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز بیعت حضرت سید عشرت جمیل میر صاحبؒ طویل علالت کے بعد ۸۷؍برس کی عمر میں راہیِ سفر آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کے شہر یوپی کے علاقہ نگینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں بی کام کیا۔ پاکستان اسٹیل ملز میں بڑی پوسٹ پر تھے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق ہونے کے بعد انہوں نے حضرتؒ کے سفر وحضر میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک آپ کے ساتھ رہے اور اس کے بعد اپنے شیخ کی جدائی میں ایسے بستر سے لگے کہ انتقال تک اس سے اُٹھ نہ سکے۔ ۴۶ سال تک انہوں نے اپنے شیخ کی خدمت کی اور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ واحد مسترشد اور مرید ہیں جو ہر سفر میں حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا:

> ”میر صاحب سیّد بھی ہیں، بڈھے بھی ہوگئے اور بیمار بھی ہیں۔ اگر بیمار نہ ہوتے تو یہ کسی کو میری خدمت کے لئے موقع نہیں دے سکتے تھے، آگے آگے رہتے۔ لیکن چونکہ ہمارے بزرگوں نے سیّدوں سے خدمت نہیں لی، لہٰذا اب ان کو علمی کام میں لگا دیا، یہ میری باتیں نوٹ کرتے ہیں اور اس کو چھپواتے ہیں تو یہ کام صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔ خدمت تو میرے بعد ختم ہوجائے گی اور یہ کام ان شاء اللہ تعالیٰ! ہمیشہ قیامت تک جاری رہے گا۔ میر عشرت جمیل صاحب سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کام لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔“ (پردیس میں تذکرۂ وطن، ص:۳۷۰)

حضرت حکیم اختر صاحب قدس سرہٗ کی وفات سے قبل جو ۱۰۹؍مواعظ حسنہ شائع ہوئے، ان کا سلسلہ ۱۹۸۲ء سے شروع ہوا، جب حضرت میر صاحبؒ اسٹیل مل میں ملازم تھے تو حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اور علمی مضامین کو کیسٹوں میں محفوظ کرتے تھے اور یہ تمام قیمتی ذخیرہ کیسٹوں کی شکل میں محفوظ ہوگیا۔ اپنے شیخ کے مواعظ وملفوظات ٹیپ سے کاغذ پر لاتے، پھر اس کی کمپوزنگ اور تصحیح کرکے حضرت کو سناتے تھے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ثانی اور ضروری ترامیم کے بعد وہ مواعظ وملفوظات طباعت کے لئے دیے جاتے۔ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ آئندہ مواعظ ”مواعظِ اختر“ کے نام سے شائع کیے جائیں، تاکہ حضرت شیخ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور رحلت کے بعد شائع ہونے والے مواعظ میں فرق ہوجائے۔ موجودہ مواعظ ”ادارہ تالیفات اختریہ“ سے شائع کیے جارہے ہیں، جن کی تعداد ۸۹ مواعظِ اختر تک پہنچ چکی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی کتابیں ”خزائن القرآن، خزائن الحدیث، درسِ مثنوی، فغانِ رومی، مواہب ربانیہ، تربیتِ عاشقانِ خدا (تین جلدیں) پردیس میں تذکرۂ وطن، ارشاداتِ درد دل، آفتابِ نسبت مع اللہ۔“

حضرت میر صاحب ؒ ہی کے قلم سے اپنے شیخ کی زیرِ نگرانی مرتب ہوئیں۔ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب ؒ کے دردِ دل اور ملفوظات کا فیض سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ لاکھوں لوگوں کی زندگیاں حضرت حکیم صاحب ؒ کے ملفوظات، بیانات اور کتابوں کی برکت سے راہِ راست پر آ چکی ہیں۔

خوبرؤوں سے ملا کرتے تھے میرؔ — اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحقیر کوئی میرؔ کی — رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

یہ قطعہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا ہے، صرف یہی قطعہ نہیں حضرت والا کے نظم ونثر میں جا بجا حضرت میر صاحب ؒ کا ذکر ملتا ہے۔ بیان کے دوران بھی علالت اور دواؤں کے اثر کے باوجود، اگر میر صاحبؒ کی آنکھ جھپک جاتی تو فوراً حضرت والا فرماتے: ”میر صاحب! آنکھیں کھول کر بیان سنو، ورنہ ابھی یہاں سے اٹھا دوں گا۔“ کبھی فرماتے: ”ابھی آپ کے سامنے قورمہ، بریانی موجود ہو تو کیوں نیند نہیں آتی۔“ یہ سارے محبوبانہ عتاب میر صاحبؒ ہی پر اس لئے نازل ہوتے تھے کہ حضرت والا جانتے تھے کہ میر صاحبؒ ڈانٹ سے ذرا کبیدہ خاطر نہیں ہوتے، بلکہ مزید فدا ہوتے ہیں۔

بعض اوقات دورانِ بیان اس وجہ سے بھی عتاب نازل ہوتا کہ میر صاحبؒ حضرت والا ؒ کا بیان ریکارڈ کرنے میں منہمک اور متحرک ہوتے تھے، اس موقع پر حضرت والا ؒ فرمایا کرتے: ”میر صاحب! چھوڑو ریکارڈنگ کو، دل میں ریکارڈ کرو، صحابہ ؓ کے زمانے میں یہ سب چیزیں کہاں تھیں۔ مگر میر صاحب اس کے باوجود ایک بیان کیا ایک ملفوظ بھی ضائع ہونے دینا نہیں چاہتے تھے اور یقیناً اسی محبت کے ثمرات تھے کہ حضرت والا کے تقریباً دو سو مواعظ کی اشاعت حضرت میر صاحب ؒ کی کاوشوں سے ہوئی، اس کے علاوہ میر صاحب ؒ کے پاس غیر مطبوعہ مواد اتنا تھا کہ اس کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔

درحقیقت حضرت میر صاحب ؒ صرف جامع الملفوظات ہی نہیں تھے، بلکہ شیخ کے مسلک اور رنگ میں سب سے زیادہ رنگے ہوئے سالک بلکہ امام السالکین تھے۔ یہی وجہ تھی حضرت والا ؒ کے وصال کے بعد حضرت کے انتہائی قریبی خدام اور خلفائے اجل نے حضرت میر صاحب ؒ ہی سے رجوع کیا اور حضرت والا ؒ کی حیات میں بھی حضرتؒ کے ضعف کی وجہ سے اکثر سالکین حضرت میر صاحب ؒ سے ہی مشورے لیا کرتے تھے اور سب اس پر متفق تھے کہ حضرت والا اور میر صاحب ؒ کے مشورے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ”محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی کنجی ہے۔“ حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی ؒ کے عاشق تھے۔ حضرت امیر خسرو ؒ اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء ؒ کے عاشق تھے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب ؒ اپنے شیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے عاشق تھے۔ اور فرمایا:

اِک میرِ خستہ حال بھی اخترؔ کے ساتھ ہے
گزرے ہے خوب عشق کی لذت لئے ہوئے

حضرت میر صاحب ؒ بوجہ مناسبتِ قلبی حضرت ؒ سے بیعت ہوئے، بالآخر حضرت ؒ نے ان کو خلافت سے نوازا۔ اُن کو اپنے شیخ کے ساتھ کیسی محبت اور کیسا عشق تھا؟ اس کی ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھئے! حضرت حکیم صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ: ”جب انہوں نے آنا شروع کیا تو صبح فجر کے بعد آتے تھے اور رات کو جاتے تھے۔ میں نے اُن کو کہا کہ تیسرے دن آیا کرو، لیکن ایک ہی دن میں وہ تڑپ گئے۔“

حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب ؒ کی نمازِ جنازہ اتوار صبح سوا چھ بجے جامعہ اشرف المدارس گلستانِ جوہر بلاک ۱۲ سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب نے پڑھائی اور حضرت حکیم محمد اختر صاحب ؒ کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت سید عشرت جمیل صاحب ؒ کی بال بال مغفرت فرمائے، آپ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے جملہ متعلقین ومریدین، اعزہ واقرباء کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مدینہ منورہ..... مرکزِ عشق ومحبت

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اگر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا قبلہ ہے تو مدینہ منورہ میں ان کا قبلہ نما (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہم نے خدا کو پہچانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا ہمیں علم ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے تو ہمیں اس کا کتاب الٰہی ہونا معلوم ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہم آخرت پر ایمان لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی بندگی کا طریقہ سکھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو دیکھ دیکھ کر ہم عبادت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا سلیقہ بتایا تو وہی آج ہمارے لئے نشان راہ ہے۔ غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی حیثیت دین وشریعت کے لئے قبلہ نما کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت بھی جزو ایمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت ہی میں مسلمانوں کی نجات مضمر ہے، حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے اس حقیقت کو بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے:

محمدؐ! از تو می خواہم خدا را
الٰہی! از تو حب مصطفیٰ را

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ میں خدا کی قربت کا خواستگار ہوں اور خدا سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طالب ہوں)۔

چنانچہ مشہور صوفی خواجہ عثمان ہارونیؒ نے دربار رسالت مآب میں حاضری کا خوب نقشہ کھینچا ہے اور دل چاہتا ہے کہ ان کے قلبی واردات کی یہ امانت قارئین تک پہنچادی جائے:

بنہ بر پائے احمد سر کہ یابی صد وقار ایں جا
زر ایں جا، حشمت ایں جا، دولت ایں جا، افتخار ایں جا

(احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا سر رکھ دو کہ اس سے تمہیں سینکڑوں درجہ وقار حاصل ہوگا، یہاں تم زر بھی پاؤ گے، جاہ وحشمت بھی، دولت بھی اور سرمایۂ افتخار بھی)۔

چو در طیبہ در آیم باہزاراں شوق می خوانم
من ایں جا، زندگی ایں جا، لحد ایں جا، کنار ایں جا

(جب میں مدینہ طیبہ آتا ہوں تو ہزار شوق کے ساتھ پڑھتا ہوں، مجھے یہی جگہ میسر ہو، یہیں زندگی گزارنے کا موقع ملے، یہیں قبر بنے، اسی کی آغوش میں رہوں)۔

نہ باشد جائے من جز آستان مصطفیٰ عثماں
سر ایں جا، سجدہ ایں جا، بندگی ایں جا، قرار ایں جا

(مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ کے سوا عثمان! میرے لئے کوئی اور جگہ نہیں ہے، اسی آستانہ پر سر رکھنا ہے۔ یہیں (خدا کو) سجدہ کرنا ہے، یہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنی ہے، یہیں دل کا قرار وسکون ہے)۔

غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات امت کی محبت کا مرکز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک کسی شخص کے اندر میری محبت اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ نہیں جائے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

"لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین" (صحیح مسلم، حدیث: ۷۰)

ہندوستان کے ایک بافیض اور کثیر التالیف بزرگ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ایک صاحب نے ڈرتے ڈرتے استفسار کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کیلئے اولاد سے زیادہ اپنی محبت کو شرط ٹھہرایا ہے اور مجھے تأمل ہے کہ کیا واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری محبت میری اولاد سے بڑھ کر ہے؟ مولانا تھانوی نے فرمایا: "یقیناً اولاد سے بڑھ کر ہے، پھر انہوں نے دریافت کیا اگر تمہارا لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (نعوذ باللہ) سب وشتم کرے تو تم کیا کرو گے؟ وہ صاحب کہنے لگے: اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے ذبح کر ڈالوں گا، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تمہاری یہ بات دلیل ہے کہ تمہارے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمہاری اولاد سے بڑھ کر ہے۔"

محبت کا فلسفہ یہ ہے کہ محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے، دنیا کی ناپائیدار محبت کا حال یہ ہے کہ انسان جب کسی کو پسند کرتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ اس کا لباس اسی کی طرح ہوجائے، اس کے بالوں کی وضع

اسی شخص کے مطابق ہوں، یہاں تک کہ بعض لوگ تو چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں بھی اس کی نقل کرنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو ان تمام محبتوں سے سوا ہے، ایسی محبت کہ جس پر ساری محبتیں قربان کردی جائیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی تو ہر چیز اہل ایمان کے لئے سرمۂ چشم ہے، یہی چیز ہے جو ہر مومن کے لئے مدینہ منورہ کو محبت کا مرکز بناتی ہے، اس لئے اگرچہ حج کے افعال مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سے متعلق ہیں، لیکن کون کم نصیب ہوگا جو ارض حجاز تک پہنچے اور مدینہ منورہ کی حاضری سے محرومی کو گوارا کرے؟

اگر مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کی نسبت جلال کا رنگ نظر آتا ہے تو مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے پر جمال کیفیت کو ہر مرد مومن محسوس کرتا ہے، اس شہر کی فضائیں اور ہوائیں، یہاں کے سنگ وخشت، یہاں کے گل وخار اور یہاں کی خاک وغبار ہر سچے اصحاب ایمان کے کیف کو بڑھاتی اور اس کی آتش عشق کو سلگاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو مدینہ منورہ سے ایسی محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ اس کے پیمانوں میں بھی اللہ کی طرف سے برکت آجائے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۹۲۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ”اے اللہ تعالیٰ! اس شہر کی برکت کو مکہ مکرمہ کی برکت سے دو چند فرمادے۔“

”اللھم اجعل بالمدینة ضعفی ما جعلت بمکة من البرکة۔“

(صحیح بخاری عن انسؓ حدیث: ۱۸۸۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ایک ایسی بھٹی قرار دیا، جو لوہے سے اس کی ملاوٹ کو الگ کر دیتی ہے۔ (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ حدیث: ۱۸۷۱)

مدینہ منورہ سے تعلق اخلاص و نفاق کے درمیان حد فاصل ہے۔ ارشاد ہوا کہ جو لوگ اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ میں اس طرح پگھلائیں گے، جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۱۸۷۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی خودرو گھاس کو اکھاڑنے، آپ اُگ آنے والے درختوں کو کاٹنے، یہاں کے شکار کو تنگ کرنے اور اس مبارک شہر میں ہتھیار اٹھانے کو بھی منع فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، عن علیؓ، حدیث: ۲۰۳۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ: ”اے اللہ! ہمارے دلوں میں مکہ سے بھی بڑھ کر مدینہ کی محبت پیدا فرمادے۔“

(مسند احمد عن عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث: ۲۵۷۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی کہ: اللہ تعالیٰ اس شہر کی فتنہ دجال سے حفاظت فرمائیں گے۔

(صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ، حدیث: ۱۸۸۰)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دجال کا فتنہ کبریٰ ظاہر ہوگا تو مدینہ پر سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے مقرر ہوں گے۔ (بخاری عن ابی بکرۃ، حدیث: ۱۸۷۹)

حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے شہروں میں جو شہر سب سے آخر میں ویران ہوگا، وہ مدینہ منورہ ہے۔

(ترمذی، حدیث: ۳۹۱۹)

یہ شہر ایمان، اسلام کا ایسا دائمی مرکز ہے کہ ارشاد ہوا کہ ایک زمانہ میں ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا، جیسے سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے۔ (بخاری عن ابی ہریرۃؓ حدیث: ۱۸۷۶)

مدینہ کی ان ہی خصوصیات کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں مر سکے تو کوشش کرے کہ یہاں اس کی موت واقع ہو، کیونکہ جس کی موت مدینہ میں ہوگی، میں اس کے لئے شفاعت کروں گا۔

(ترمذی عن ابن عمرؓ، حدیث: ۳۹۱۷)

ایک صاحب کی تدفین مدینہ میں ہورہی تھی، دوسرے صاحب کہنے لگے: مرد مومن کے لئے یہ کتنا خراب مدفن ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کس قدر بری بات کہی ہے، ان صاحب نے معذرت کی کہ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ان کو جہاد میں شہادت میسر نہیں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: روئے ارض پر کوئی خطہ ایسا نہیں جو مدینہ سے بڑھ کر قبر کے لئے مجھے محبوب ہو:

”ما علی الارض بقعة ھی احب الی ان یکون قبری بھا منھا۔“

(موطا امام مالک، حدیث: ۱۰۰۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”خود اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ”طابہ“ رکھا ہے۔“

(مسلم عن جابرؓ، حدیث: ۱۳۸۵)

اسلام سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کہ اب بھی اس شہر کا نام یثرب لیا جائے، چنانچہ ارشاد ہوا کہ جو مدینہ کو یثرب کہے، اسے استغفار کرنا چاہئے، یہ تو ”طابہ ہے طابہ“ ایسے مبارک اور محبوب شہر کی زیارت سے بڑھ کر مومن کے لئے کیا سعادت ہوسکتی ہے، اسی شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ مطہرہ ہے، جس کی خاک اہل ایمان کے لئے سرمۂ چشم اور راحت جان ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، گویا اس نے میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا

ہے۔‘‘ (جمع الفوائد عن ابن عمرؓ، حدیث:۳۹۰۲، بحوالہ معجم کبیر للطبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک اور روایت نقل کی گئی ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(جمع الفوائد، حدیث:۳۸۰۱)

اس شخص کی خوش قسمتی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہوسکتا ہے، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں حصہ مل جائے۔

اسی شہر میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہی سے متصل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کی تعمیر میں نہ صرف صحابہ کرامؓ بلکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔‘‘ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

’’فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔‘‘

(صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ، حدیث:۱۳۹۴)

یہ ان تین مسجدوں میں سے ایک ہے، جس کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے سفر کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

(ترمذی عن ابی سعید الخدریؓ، حدیث:۳۲۶)

مسجد حرام کے بعد اس میں نماز پڑھنا تمام دوسری مسجدوں کے مقابلہ ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (بخاری عن ابی ہریرۃؓ، حدیث:۱۱۹۰) بلکہ حضرت انسؓ کی بعض روایتوں میں مروی ہے: ’’مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔‘‘

(ابن ماجہ، حدیث:۱۴۱۳)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو مسجد نبوی میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کرے کہ درمیان میں اس کی کوئی نماز فوت نہ ہو، اس کے لئے دوزخ سے برأت، عذاب سے نجات اور نفاق سے برأت لکھی جائے گی۔‘‘

(مسند احمد عن انسؓ، حدیث:۱۲۱۷۳)

اسی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک بھی موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض (حوض کوثر) پر ہے۔‘‘ (بخاری عن ابی ہریرۃؓ، حدیث:۱۸۸۸)

مدینہ سے باہر نکلئے تو قریب ہی ’’قبا‘‘ ہے، جس کی آبادیاں اب مدینہ منورہ سے مل چکی ہیں، معمول مبارک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کو کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر جاتے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے۔ (مسلم عن ابن عمرؓ، حدیث:۱۳۹۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کا اجر عمرہ کے برابر ہے۔

(ترمذی شریف، حدیث:۳۲۴)

مدینہ ہی کی سرحد پر وہ مشہور پہاڑ ہے جسے احد کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (مسلم عن انسؓ، حدیث:۱۳۹۳)

اسی کے دامن میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور بعض اور جاں نثاران اسلام مدفون ہیں، مسجد نبوی کے سامنے ہی ’’جنت البقیع‘‘ ہے، ایسا قبرستان جس میں دس ہزار اہل بیت و صحابہؓ مدفون ہیں اور ان کے علاوہ بے شمار محدثین، فقہاء اور صوفیاء و صالحین رحمہم اللہ اسی کی خاک میں آسودہ خواب ہیں۔

مسلمانوں کے لئے اس شہر سے بڑھ کر قابلِ محبت کیا ہوگا؟ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جب مدینہ کی حاضری نصیب ہو تو قدم قدم پر اس شہر کی عظمت و حرمت کا پاس و لحاظ بھی رکھا جائے، یہاں نمازوں اور جماعتوں کا اہتمام اور روضۂ نبوی پر ادب و احترام کا حق ادا کرتے ہوئے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت پیش کیا جائے، مدینہ کے لوگوں کو اور وہاں کی چیزوں کو بُرا بھلا کہنے سے بچا جائے۔ زیادہ سے زیادہ درود شریف اور ذکرِ نبوی سے زبان کو تر رکھا جائے مدینہ میں جو فقراء نظر آئیں ان پر صدقہ کیا جائے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا جائے، اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ شریعت کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز نہ ہو، وہی اعمال کئے جائیں جو قرآن و حدیث سے ثابت اور صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں: کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مدینہ بھی حرم ہے، جس نے مدینہ میں کوئی بدعت کی یا کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانیت کی لعنت ہو، ایسے شخص سے قیامت کے دن نہ فرض قبول کیا جائے گا اور نہ نفل۔‘‘ (مسلم عن ابی ہریرۃؓ، حدیث:۱۳۷۱)

جو باتیں قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہوں اور نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں وہ عمل کیا گیا ہو، اسے دینی کام سمجھ کر کرنے کو ’’بدعت‘‘ کہتے ہیں، اس لئے ہر عمل کے ساتھ خوب سوچئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟ اور کہیں یہ بدعت کے دائرہ میں تو نہیں آتی ہے؟ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور شفاعت کا سرمایہ لے کر واپس ہونے کی بجائے لعنت کا طوق لے کر واپس آئیں کہ اس سے بڑھ کر کم نصیبی نہیں، بلکہ حرماں نصیبی اور کیا ہوگی؟

☆☆..............☆☆

سڑکوں کا ناجائز استعمال!

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

دھیان نہ ہو تو انسان بے جانے بغیر غلطیاں کرتا چلا جاتا ہے۔ اس سے کوئی غلط کام سرزد ہوتا رہتا ہے۔ کسی دوسرے کی چیز کا ایسا استعمال جو اس کی خوش دلانہ مرضی کے خلاف ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حرام ہے۔

جو چیزیں کسی شخص کی ذاتی ملکیت میں ہوتی ہیں، ان کے بارے میں تو تھوڑا بہت احساس لوگوں کو بھی ہو جاتا ہے، لیکن جو چیزیں ''سرکاری املاک'' کہلاتی ہیں، ان کے بارے میں واقعی ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کی مثل صادق آتی ہے۔ ان پر قبضہ کر لینا، اس کو خلاف قانون استعمال کرنا یا بے دردی سے استعمال کرنا، ایسی عام بات ہو گئی ہے جس پر انگلیاں بھی نہیں اٹھتیں، حالانکہ سرکاری اشیاء برسر اقتدار افراد کی ملکیت نہیں ہوتیں، پوری قوم کی ملکیت ہوتی ہیں اور ان کا ناجائز استعمال صرف کسی ایک شخص کی نہیں، سارے عوام کی حق تلفی ہے اور یہ حقوق العباد کا اتنا خطرناک شعبہ ہے کہ اس میں اگر کوئی حق تلفی ہو جائے تو اس گناہ کی معافی انتہائی مشکل ہے، اس لئے کہ حقوق العباد کے گناہ صرف توبہ و استغفار سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی معافی کے لئے اس شخص کا معاف کرنا ضروری ہے جس کا حق پامال کیا گیا، اب اگر وہ شخص ایک ہو اور معلوم ہو تو اس سے معافی مانگی جا سکتی ہے، لیکن سرکاری املاک کے حق دار چونکہ سارے عوام ہیں، اس لئے اگر کبھی ندامت اور توبہ کی توفیق ہو تو آدمی کس کس سے معافی مانگتا پھرے گا؟ یہ بات مدنظر رکھتے ہوئے ان چند تصرفات پر غور فرمائیے جو ہمارے معاشرے میں بُری طرح پھیلے ہوئے ہیں۔

ا:... سرکاری زمینوں پر تجاوزات اسی قسم کی غاصبانہ کارروائی ہے، جس کا تعلق حقوق العباد کے اس سنگین شعبے سے ہے، ہمارے علماء کرام نے فقہ کی کتابوں میں اس مسئلے پر بحث کی ہے کہ جس شخص کا مکان سڑک کے کنارے واقع ہو وہ اپنی کھڑکی پر سائبان لگا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر لگا سکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتنا لمبا چوڑا؟ حالانکہ سائبان لگانے سے زمین کے کسی حصے پر قبضہ نہیں ہوتا بلکہ فضا کا بہت تھوڑا سا حصہ استعمال ہوتا ہے، نیز یہ مسئلہ بھی فقہاء کے یہاں زیر بحث آیا ہے کہ جس شخص نے عام لوگوں کی گزرگاہ پر راستہ روک کر دکان لگائی ہو اس سے کوئی چیز خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اس شخص نے چونکہ عوام کا حق غصب کر رکھا ہے، لہٰذا اس سے سودا خریدنا اس کی غاصبانہ کارروائی میں تعاون ہے، اس لئے اس سے کوئی چیز خریدنا جائز نہیں، بعض دوسرے فقہاء اگرچہ اس حد تک نہیں گئے، لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر یہ امید ہو کہ سودا نہ خریدنے سے اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور وہ اپنی اس حرکت سے باز آ جائے گا تو اس سے واقعی سودا نہ خریدنا چاہئے، اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی قانون تجاوزات کے بارے میں کتنا حساس ہے؟

ہمارے معاشرے میں تجاوزات کوئی قابل ذکر عیب ہی نہیں رہے، جس کا جی چاہتا ہے وہ اپنے مکان یا دکان کے گرد پوری کی پوری سرکاری زمین پر قبضہ جما کر بیٹھ جاتا ہے، بلکہ ہمارے گرد و پیش میں جس طرح تجاوزات پھیلے ہوئے ہیں، ان میں ایک نہیں، کئی کئی گناہ بیک وقت جمع ہیں اول تو عوامی زمین پر ناجائز قبضہ ہی بڑا سنگین گناہ ہے۔

دوسرے عموماً ان تجاوزات سے راستہ چلنے والوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور راہگیروں کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنا ایک مستقل گناہ ہے، جس پر حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

تیسرے ہمارے ماحول میں یہ تجاوزات رشوت خوری کے فروغ کا بہت بڑا درجہ بنی ہوئی ہیں، کیونکہ باقی رکھنے کے لئے متعلقہ اہلکار کو ''بھتہ'' دینا پڑتا ہے اور بھتہ ایک مرتبہ دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ ہفتہ وار یا ماہانہ تنخواہ کی طرح اس کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے اہلکار دل سے یہی چاہتے ہیں اور اس کی پوری کوشش بھی کرتے ہیں کہ یہ تجاوزات ختم نہ ہوں تاکہ ان کی ''آمدنی'' کا یہ ذریعہ بند نہ ہونے پائے، لہٰذا ان کو اپنے فرائض سے غافل کرنے، بلکہ فرائض کے برعکس کام کرنے کا گناہ بھی اس میں شامل ہو تو بعید نہیں۔

اسی طرح ہمارے ملک میں یہ بھی عام رواج ہو گیا ہے کہ جلسوں اور تقریبات کے لئے چلتی ہوئی سڑک روک کر شامیانے اور قناتیں لگائی جاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں آنے جانے والی گاڑیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ٹریفک کے نظام میں بعض اوقات شدید خلل واقع ہو جاتا ہے۔ یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں اور احادیث

میں اس بات کی سخت تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شخص کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرے، لیکن ساتھ ہی شریعت نے نماز پڑھنے والے کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ ایسی جگہ نماز پڑھنا شروع نہ کرے جہاں لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہو۔ مثلاً: مسجد کا صحن اگر کھلا ہوا ہے تو صحن کے بیچوں بیچ یا اس کے آخری سرے پر نماز کے لئے کھڑے ہوجانا اس صورت میں جائز نہیں جب سامنے لوگوں کے گزرنے کی جگہ ہو اور نماز شروع کرنے کی وجہ سے انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہو، لہٰذا حکم یہ دیا گیا ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھو یہاں یا تو سامنے کوئی ستون وغیرہ ہو، جس کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں یا سامنے نمازی کی صفیں ہوں، اگر کوئی شخص اس ہدایت کا خیال نہ رکھے اور صحن کے بیچوں بیچ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوجائے تو یہاں تک کہا گیا کہ ایسی صورت میں کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزرنے پر مجبور ہوجائے تو اس کے گزرنے کا گناہ نماز پڑھنے والے پر ہوگا، سامنے سے گزرنے والے پر نہیں ہوگا۔

غور فرمایئے کہ مسجدیں عموماً بہت بڑی نہیں ہوتیں اور اگر کسی شخص کو چکر کاٹ کر نکلنا پڑے تو اس کے ایک دو منٹ سے زیادہ خرچ نہیں ہوتے، لیکن شریعت نے اس ایک دو منٹ کی تکلیف یا تاخیر کو بھی گوارا نہیں کیا اور نمازی کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ لوگوں کو اس معمولی تکلیف سے بھی بچائے ورنہ گناہ گار وہ خود ہوگا۔

جب شریعت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی شخص ہماری وجہ سے اس معمولی تکلیف میں مبتلا ہو تو سڑک کو بالکل بند کرکے لوگوں کو دور کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ بالخصوص آج کی مصروف زندگی میں اگر کسی شخص کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں چند منٹ کی تاخیر بھی ہوجائے تو بعض اوقات اس کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے، کسی بیمار کو ہسپتال پہنچانا ہو یا کسی بیمار کے لئے دوا لے جانی ہو یا کوئی مسافر ریلوے اسٹیشن یا ہوائی اڈے پہنچنا چاہتا ہو اور ہمارے جلسے یا تقریب کی وجہ سے اسے پانچ یا دس منٹ کی تاخیر ہوجائے تو کہنے کو یہ تاخیر پانچ دس منٹ کی ہے، لیکن اس تاخیر کے نتیجے میں بیمار رخصت بھی ہوسکتا ہے، مسافر اپنے سفر سے بالکلیہ محروم بھی ہوسکتا ہے اور جن جن لوگوں کو اس طرح کا نقصان پہنچا ہو ہمیں نہ ان کا نام معلوم ہے، نہ ان کا پتہ اور نہ نقصان کی نوعیت، لہٰذا اگر اس گناہ کی تلافی کرنا بھی چاہیں تو اس کا کوئی راستہ اختیار میں نہیں کرسکتے۔ ذاتی طور پر مجھے تو ان جلوسوں کا شرعی جواز بھی مشکوک معلوم ہوتا ہے جو گھنٹوں کے لئے آمد و رفت کا نظام درہم برہم کرکے عام لوگوں کو ناقابل بیان اذیتوں میں مبتلا کردیتے ہیں، کیونکہ یہ سارذ اخرابیاں ان میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔

یہ مناظر بھی بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں کہ سڑکوں کو کرکٹ کا میدان بنالیا جاتا ہے اور سڑک کے بیچوں بیچ وکٹ یا وکٹ نما کوئی چیز نصب کرکے باقاعدہ کھیل شروع ہوجاتا ہے، آس پاس کی ہر کھڑکی یا چلتی ہوئی گاڑی بیٹسمین کے چوکوں کی زد میں ہوتی ہے اور گیند کے پیچھے دوڑتے ہوئے فیلڈر آنے جانے والی گاڑی کی زد میں، یہ منظر گلیوں اور چھوٹی سڑکوں پر تو نظر آتا ہی رہتا ہے، لیکن کچھ عرصے پہلے دیکھا کہ ایک ایسے مین روڈ پر باقاعدہ میچ ہو رہا تھا جہاں عام طور سے گاڑیاں ساٹھ ستر کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتی ہیں، یہ عوامی سڑک کا سراسر ناجائز استعمال تو ہے ہی، خود کھیلنے والوں کے لحاظ سے بھی اقدام خودکشی سے کم نہیں، گیند کے پیچھے دوڑنے والے کے تمام تر ہوش و حواس گیند پر مرکوز ہوتے ہیں اور وہ یکایک پیش آجانے والی کسی صورت حال کی وجہ سے اپنے جسم کو کنٹرول کرنے پر قادر نہیں ہوتا، لہٰذا اچانک کوئی گاڑی سامنے آجائے تو کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا ہے اور اس قسم کے حادثات پیش آ بھی چکے ہیں اور جب اس کھیل کے نتیجے میں جانیں تک چلی گئی ہیں تو گاڑیاں اور ان کے شیشے ٹوٹنے کا کیا شمار؟

اس صورت حال کی ذمہ داری ان نوعمر کھیلنے والوں سے زیادہ ان کے والدین، سرپرستوں اور ان سرکاری کارندوں پر عائد ہوتی ہے جو انہیں اس خطرناک کھیل میں مصروف دیکھتے ہیں اور اس سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کرتے، دوسری طرف بڑے شہروں میں کھیل کے میدانوں کی کمی بھی اس صورت حال کا سبب ہے، جس کی طرف حکومت کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سڑکوں پر بے جگہ گاڑیوں کی پارکنگ بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہم انتہائی بے حسی کا شکار ہیں۔ چھوٹی گاڑیاں تو ایک طرف رہیں، بڑی بڑی ویگنیں اور بسیں بھی ایسی جگہ کھڑی کردی جاتی ہیں کہ آنے جانے والوں کا راستہ بند ہوجاتا ہے یا گزرنے والوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چونکہ ہم نے دین کو صرف نماز، روزے ہی کی حد تک محدود کر رکھا ہے، اس لئے یہ عمل کرتے وقت کسی کو یہ دھیان نہیں آتا کہ وہ شخص بے قاعدگی کا نہیں بلکہ ایک ایسے بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اول تو جس جگہ پارکنگ ممنوع ہے اس جگہ گاڑی کھڑی کردینا اس عوامی جگہ کا ناجائز استعمال ہے، جو غصب کے گناہ میں داخل ہے، دوسرے حاکم کے ایک جائز حکم کی خلاف ورزی ہے، تیسرے اس بے قاعدگی کے نتیجے میں جس جس شخص کو تکلیف پہنچے گی، اسے تکلیف

پہنچانے کا گناہ الگ ہے۔ اس طرح یہ عمل جو غفلت اور بے دھیانی کے عالم میں روزمرہ ہوتا ہے، بیک وقت کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، جس پر دنیا میں چالان ہو یا نہ ہو آخرت میں ضرور باز پرس ہوگی۔

اسی طرح بعض جگہ پارکنگ قانوناً ممنوع نہیں ہوتی، لیکن گاڑی اس انداز سے کھڑی کردی جاتی ہے کہ آگے پیچھے کی گاڑیاں سرک نہیں سکتیں یا گزرنے والوں کو کوئی اور تکلیف پیش آتی ہے، یہ عمل بھی دینی اعتبار سے سراسر ناجائز اور گناہ ہے۔

ہماری فقہ کی قدیم کتابیں اس زمانے میں لکھی گئی ہیں جب خودکار گاڑیوں (آٹوموبائلز) کا رواج نہیں تھا اور سفر کے لئے عموماً جانور استعمال ہوتے تھے، اس لئے ٹریفک کا نظام اتنا پیچیدہ نہیں تھا جتنا آج ہے، اس کے باوجود ہمارے فقہا کرام نے سڑکوں پر چلنے اور گاڑیوں کے ٹھہرنے کے بارے میں شرعی احکام کی تفصیل نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہے اور اس سے اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور اس بات کا بھی کہ اسلام میں نظم وضبط اور حقوق العباد کی کتنی اہمیت ہے؟ اس کا تقاضا یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان ہمارا نظم وضبط اور ہماری تہذیب وشائستگی مثالی ہو، لیکن افسوس ہے کہ اپنی غفلت اور بے دھیانی کی وجہ سے ہم اس قسم کے بے شمار گناہ روزانہ اپنے نامۂ اعمال میں شامل کرکے اپنی آخرت بھی خراب کر رہے ہیں اور دنیا بھر کو اپنے بارے میں وہ تاثر بھی دے رہے ہیں جو نہ صرف ہم سے نفرت کا باعث بنتا ہے بلکہ اسلام کی چمکتی ہوئی تعلیمات پر ہماری بدعملی کا نقاب ڈال دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دین کا صحیح حسن دیکھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆☆..................☆☆

بلامقابلہ نشستوں کی پیشکش

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کی یادداشت سے اقتباس

کسی مسلم لیگی دوست نے انتخابات کے بارے میں مجھ سے تبادلۂ خیال کیا۔ باتوں باتوں میں یہ بحث چل نکلی کہ احرار کتنی نشستیں حاصل کرسکتے ہیں؟ میں نے چند حلقوں کا حوالہ دے کر کہا ان نشستوں پر لیگی اور مرزائی دونوں مل کر بھی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ یہ بحث دوستانہ انداز میں بے تکلفی سے ہورہی تھی۔ بات کو پر لگے، وہ مسلم لیگی کیمپ تک پہنچتے پہنچتے کچھ کی کچھ بن گئی۔

خان لیاقت علی خان مرحوم کی موجودگی میں مشورہ ہوا اور بالآخر یہ طے ہوا کہ احرار سے دریافت کرلیا جائے کہ وہ کون کون سی سیٹ چاہتے ہیں؟ مسلم لیگ وہاں سے اپنا امیدوار واپس لے لے گی۔ احرار کو بلامقابلہ کامیابی حاصل ہوسکے گی، میر خلیل الرحمن صاحب زبانی گفتگو کے لئے میرے پاس تشریف لائے، وہ بے انتہا شریف اور مخلص ترین مسلم لیگی ہیں۔ ان کا خاص ذہن ہے، میرے دل میں ان کا بے حد احترام ہے، وہ عمدہ تمہید کے بعد کہنے لگے کہ اب بے تکلفی سے فرمادیجئے کہ کس کس سیٹ پر آپ کی نگاہ ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ آپ نے ہم کو ابھی تک سمجھا نہیں، جس کا مجھے افسوس ہے، ہم تو اپنے سامنے صرف ایک مقصد رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزائی کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں۔ میر صاحب نے کہا کہ ہمیں اس قسم کی اطلاع ملی تھی کہ احرار کچھ سیٹوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ یہ انہیں ملنی چاہئیں۔ میں نے اس بے تکلفی کی بحث کا ذکر کرنے کے بعد معاملے کو ختم کردیا۔ میر صاحب دوسرے دن پھر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب اگر پسند فرمائیں تو بتادیں کہ وہ کس سیٹ پر کھڑا ہونا چاہتے ہیں، ہم وہ سیٹ خالی کردیں گی، میں نے ان کو جواب دیا کہ صاحبزادہ صاحب! ہرگز کوئی سیٹ قبول نہ فرمائیں گے وہ ہمارے مخلص رفیق ہیں، جب ہم نے فیصلہ ہی کرلیا ہے کہ الیکشن میں حصہ نہیں لینا تو اب کسی سیٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تاہم میں صاحبزادہ صاحب سے دریافت کرلیتا ہوں، انہیں لاہور بلواتا ہوں وہ ان شاء اللہ! کل تشریف لے آئیں گے۔ دوسرے دن صاحبزادہ صاحب لاہور تشریف لے آئے، میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا، وہ فرمانے لگے کہ آپ نے کیا جواب دیا؟ میں نے عرض کیا تھا کہ صاحبزادہ صاحب کل تشریف لے آئیں گے، ان سے دریافت کرلیا جائے گا۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کو انہیں اس وقت صاف جواب دے دینا چاہئے تھا، ہم جو کچھ کررہے ہیں یہ خود نشستیں حاصل کرنے کے لئے نہیں کررہے ہیں۔ ہمارا ایک ہی مقصد ہے جس کا ہم بار بار اعلان کرچکے ہیں، میں نے صاحبزادہ صاحب کو ٹٹولا اور عرض کیا کہ صاحبزادہ صاحب آپ کو بلامقابلہ سیٹ مل جائے گی، حکم فرمائیں تو آگے بات کروں؟ صاحبزادہ صاحب نے سوچ کر فرمایا آپ کیسی باتیں کررہے ہیں؟ ایک سیٹ ہو یا سو سیٹیں خالی ملیں تو بھی قبول نہ ہوں گی۔ صاحبزادہ صاحب کی گفتگو سے میرا دل بے حد مطمئن ہوا۔ میرے دل میں ان کا احترام اور زیادہ ہوگیا، لوگ سیٹوں کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلتے ہیں اور مختلف چولے بدلتے ہیں؟ میں نے میر صاحب سے عرض کیا کہ صاحبزادہ صاحب انکار فرماگئے ہیں، قصہ ختم ہوگیا۔

(ماخوذ..... روزنامہ اسلام کراچی)

اسلامی تعلیمات ہی میں نجات

جاوید اختر ندوی

آج دنیا بھر میں اسلامی شعائر اور دینی علامتیں زیر بحث ہیں، جن ممالک میں مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہیں، وہاں حکومت کسی بھی مذہب کی ہو یا سیکولر ہو، مسلمانوں کو چھیڑنے اور ان کے دینی شعائر پر زبان کھولنے سے پہلے ملک کی سلامتی اور مذہبی رواداری کے بارے میں خوب سوچ سمجھ لیتی ہے اور عام حالات میں کوئی ایسا بیان نہیں دیتی اور نہ ہی قانون بناتی ہے جو ملک کی ترقی اور سالمیت کے لئے باعث دل آزاری ہو، یہ تصویر کا ایک رُخ ہے، اس کی تازہ مثال فرانس ہے، جہاں ان دنوں فرانس میں ایک بار پھر اسلامی حجاب عوامی حلقوں اور حکومتی اداروں میں موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ خصوصاً فرانس ہی کی کچھ یونیورسٹیوں میں پروفیسرز کی جانب سے اسلامی حجاب استعمال کرنے والی خواتین پر کئے جانے والے اعتراضات کے بعد عوام اور سیاستداں اسلامی حجاب کے مسئلہ کا ایسا حل چاہتے ہیں جس سے ملک کا سیکولر وقار بھی محفوظ رہے اور مذہبی رواداری بھی مجروح نہ ہو، خبر کے مطابق یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ایک مسلمان طالبہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اپنے لیکچر کے دوران کہنے لگا کہ: ’’اس قسم کی مذہبی علامتیں عوامی مقامات پر قابل قبول نہیں ہونی چاہئیں۔‘‘ جس پر یونیورسٹی سے اس پروفیسر کو معطل کردیا گیا۔ اسی طرح ایک مسلمان باحجاب طالبہ سے ایک پروفیسر پوچھ بیٹھا کہ: ’’کیا تم اس حجاب کو ہمیشہ استعمال کرتی رہوگی؟‘‘ اس کے بعد یونیورسٹی کے ذمہ داران نے اس تبصرہ پر طالبہ سے معذرت خواہی کی، ملک کے حالات اور عوام کی سوچ میں یہ تبدیلی گزشتہ دنوں پیرس میں ہونے والے قتل و خون کے بعد نظر آرہی ہے، جس میں قاتل سمیت میں افراد ہلاک کردیئے گئے تھے۔ خود فرانس کے صدر نے حالیہ بیان میں کہا کہ ہمیں مذہب کی سیکولر تعلیمات کو فروغ دینا ہوگا، نیز سیکولر فرانس کا یہ معنی نہیں کہ ہم نے مذہب و دین کو پس پشت ڈال دیا ہے، یا دین ومذہب سے ہماری لڑائی ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھئے کہ وہ ممالک جہاں مسلم آبادی کی اکثریت ہے اور اہم کارپردازان حکومت بھی مسلمان ہیں، ان کو اپنے کو مذہب اسلام کا پیرو بتانے میں شرم و عار ہی نہیں بلکہ اپنی ترقی میں حرج کا احساس ہورہا ہے اور وہ اپنی حکومت کو لادینی حکومت ثابت کرنے میں ساری توانائیاں صرف کررہے ہیں، اسی حجاب کے مسئلہ کو ایک مسلم اکثریت والا ملک اور اس کے ذمہ داران کس نگاہ سے دیکھتے ہیں، یہ بھی دیکھنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔

قرغیستان میں ان دنوں ہونے والے پارلیمانی انتخابات کے حوالے سے حجاب کو قانونی یا غیر قانونی قرار دینے پر بحث چل پڑی ہے، جب کہ یہ وہ ملک ہے جہاں مسلمان واضح اکثریت میں آباد ہیں، مسلمانوں کی واضح اکثریت پارلیمنٹ میں موجود ہے خود صدر بھی مسلمان ہے، مگر دل و دماغ پر ابھی تک سیکولر ذہنیت کا غلبہ ہے، چنانچہ کچھ ممبران اس کے حق میں اور کچھ اس کی مخالفت میں آواز اٹھا رہے ہیں، جب کہ اکثریت حجاب کے حق میں ہے، مگر حیران کن بات یہ ہے کہ ملک کا صدر اسلامی حجاب کی مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں میں اجازت دینے کے حق میں نہیں ہے، صدر کا کہنا ہے کہ اس ملک کے دستور کی اساس لادینیت پر ہے، لہٰذا حکومتی اداروں میں دین کے حوالے سے کسی بھی قسم کی علامت کا وجود قانون کی خلاف ورزی متصور ہوگی۔ واضح رہے کہ یہ ملک ایشیا میں واقع ہے، چنانچہ صدر مملکت کو ایشیا ہی کے دیگر سیکولر ممالک ہندوستان، پاکستان اور نیپال وغیرہ کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

جب مسلمان خود اپنے دین کی تعلیمات پر عمل کو عار سمجھیں گے تو غیروں کو اس سلسلہ میں زبان کھولنے کی کس طرح جرأت نہیں ہوگی اور وہ کیونکر اسلامی شعائر کو نشانہ نہیں بنائیں گے؟ یہ صورت حال حکومتی سطح سے لے کر عوامی سطح تک ہے کہ ایک طرف اغیار اسلام جہاں دینی محاسن کا مطالعہ کرکے اس کے اسیر ہورہے ہیں اور ان کو سکون و نجات کا سامان دین اسلام ہی میں نظر آرہا ہے اور تجربہ ہے کہ جب وہ اپنی بصارت وبصیرت کے ساتھ اس دین کو اپناتے ہیں تو پھر وہ اس کے سپاہی اور پاسبان و عملی ترجمان ثابت ہوتے ہیں اور دوسری طرف پشتینی مسلمانوں کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ صدیوں سے اسلام کو لے کر اپنے کندھوں پر ڈھو رہے ہیں، یہی ان کا اسلام پر بہت بڑا احسان ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آج بھی اگر روئے زمین پر بسنے والے کلمہ گویان اسلام اس کی تعلیمات کو حرزِ جاں بنالیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر وہی انقلابات و تغیرات پیدا نہ ہوں جو ہمارے اسلاف کے ذریعہ ہوئے تھے، مسئلہ پختہ و محکم یقین و ایمان اور زندگی کے تمام شعبوں میں عمل کا ہے کہ دنیا عمل پہلے دیکھتی ہے اور باطن بعد میں معلوم کرتی ہے۔

☆☆..............☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خیبر پختونخواہ کا چھ روزہ تبلیغی دورہ

خیبر پختونخواہ (رپورٹ: مولانا محمد عابد کمال) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چھ روزہ دورہ پر صوبہ خیبر پختونخواہ تشریف لائے، آپ کا یہ دورہ دینی مدارس اور جامعات کے طلبا کو کل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے تھا۔ اس دورہ کا آغاز ۲۹ر اپریل کو جامعہ معارف الشرعیہ ڈیرہ اسماعیل خان میں طلبا و اساتذہ کرام کے خطاب سے ہوا۔ جامعہ معارف الشرعیہ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے شورکوٹ میں قائم کیا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان مجلس کے رہنما قاری محمد خالد گنگوہی اور مولانا شیخ محمود الحسن نے آپ کو وصول کیا۔ عشاء کی نماز جامع مسجد ختم نبوت کشتری بازار میں ادا کی اور رات کا قیام قاری محمد خالد گنگوہی کے ہاں رہا۔

۳۰ر اپریل صبح کی نماز کے بعد آپ نے جامع مسجد ختم نبوت کشتری بازار میں درس حدیث دیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد استاذ العلما حضرت مولانا علاؤ الدین فاضل دیوبند (بانی جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان) کے فرزندان گرامی مولانا مفتی محمد عرفان اور شیخ الحدیث مولانا اشرف علی سے ملاقات کی اور ان سے درخواست کی کہ چناب نگر کورس میں اپنے شاگردوں کو بھجوائیں۔ نیز مولانا غلام رسول فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور سے بھی مختصر ملاقات کی۔

بنوں میں تشریف آوری: ۳۰ر اپریل ڈیرہ اسماعیل خان سے بنوں کی طرف روانگی ہوئی، سرائے نورنگ میں مولانا محمد ابراہیم اذہبی اور مولانا محمد طیب طوفانی بھی ہمارے ساتھ شریک سفر ہوئے۔

المرکز الاسلامی بنوں میں: ۳۰ر اپریل صبح آٹھ بجے المرکز الاسلامی بنوں کے مہتمم مولانا سیّد نسیم علی شاہ اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور انہیں اپنے دورہ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا اور چناب نگر کورس میں طلبا کو بھیجنے کی درخواست کی۔ سیّد نسیم علی شاہ نے کہا کہ ان شاء اللہ العزیز ہمارے طلبا ضرور شریک ہوں گے۔

جامعہ فاطمۃ الزہرا للبنین وللبنات: جامعہ ہذا میں جلسہ ختم بخاری میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق مجددی نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ جلسہ ختم بخاری میں مولانا شجاع آبادی کے علاوہ ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ، مولانا ساجد اللہ، مولانا محمد سلمان، مولانا شمس الحق حقانی، مولانا عبدالحسیب اور راقم عابد کمال کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان و دعا ڈسٹرکٹ خطیب مولانا مفتی عبدالغنی کا ہوا۔ رات کا قیام ڈاکٹر دوست محمد سرجن کے ہاں رہا۔ یکم مئی بعد نماز فجر جامع مسجد ابراہیم محلہ نواب خاں میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنواں پر مولانا شجاع آبادی کا بیان ہوا۔ راقم الحروف نے مولانا عظمت اللہ سعدی کی معیت میں گڑھی شیر احمد بازار احمد خان میں بیان کیا۔ راقم کا قیام مفتی عظمت اللہ کے ہاں رہا۔

یکم مئی، خطبہ جمعہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد حق نواز میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ مسجد حق نواز تاریخی اور قدیمی مسجد ہے، جس کی پہلی تعمیر ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ اس تاریخی مسجد میں قاری حضرت گلؒ ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ اب ان کے بیٹے قاری سعید احمد ہیں۔ قاری حضرت گل ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ خصوصی محبت فرماتے تھے۔ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تادم زیست شرکت فرماتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مسجد حق نواز تحریک کا مرکز رہی۔ راقم الحروف نے مسجد حافظ جیؒ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ مسجد حافظ جی وسیع و عریض مسجد ہے۔ جہاں ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ عصر کی نماز کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ میرا خیل میں قاری زبید اللہ کی دعوت پر مولانا شجاع آبادی نے ”عقیدہ ختم نبوت ایک اساسی و بنیادی عقیدہ“ کے عنوان پر خطاب کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد جامعہ نجم المدارس میں علماء کرام اور جماعتی کارکنوں کا اجتماع ہوا، جس میں مفتی عظمت اللہ سمیت ضلعی عہدیداروں نے خطاب کیا۔

مولانا مفتی محمد عبداللہ سے ملاقات: جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر اور متحرک عالم دین مولانا مفتی عبداللہ سابق سینیٹر سے مولانا شجاع آبادی کی قیادت میں مجلس کے رہنماؤں نے ملاقات کی، جو دلچسپ رہی۔ مختلف جماعتی اور بین الجماعتی مسائل پر گفتگو رہی۔ سابق وزیر اعلیٰ سرحد جناب محمد اکرم درانی سے مولانا شجاع آبادی کی قیادت میں مجلس کا ایک وفد ملا اور انہیں قومی اسمبلی میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کے جرأت مندانہ

کردار پر مبارک باد دی۔

آج کل صوبہ خیبر پختونخواہ میں بلدیاتی انتخابات کی تیاری زوروں پر ہے، اکثر علماء کرام ضلعی، تحصیلی اور مقامی کونسلوں کے انتخابات میں شریک ہورہے ہیں اور بڑی گہما گہمی ہے۔ اللہ پاک علماء حق کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت اور کامیابی سے نوازیں۔

دارالعلوم کرک کے جلسہ میں شرکت: دارالعلوم کرک کا سالانہ تبلیغی واصلاحی جلسہ یکم مئی بعد نماز عشاء منعقد ہوا، جس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بھی بیان ہوا۔ بھکر سے مولانا عبیداللہ اور معروف نعت خواں عبدالمجید خدامی نے خصوصی شرکت کی اور ان حضرات کا بیان ہوا۔ رات کا قیام مقامی امیر قاری محمود الرحمن کے ہاں رہا۔

دارالعلوم دارارقم میں بیان: مولانا مقصود گل علاقہ کرک کے باہمت عالم دین ہیں۔ جی ٹی روڈ پر دارالعلوم دارارقم کے نام سے مدرسہ قائم کیا ہے۔ جس میں سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۲رمئی قبل از دوپہر مولانا شجاع آبادی نے جامعہ کے طلبا واساتذہ کرام سے خطاب فرمایا اور چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ بیس پچیس طلبا نے کورس میں شرکت کا وعدہ فرمایا

دارالعلوم بڈوبیر پشاور میں: عصر کی نماز ادا کی۔ خطاب تو نہ ہوسکا لیکن اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور انہیں اپنی تشریف آوری کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ اساتذہ کرام نے وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ العزیز ہمارے دارالعلوم کے طلبا کورس میں شریک ہوں گے۔

حکیم جنت گل سے ملاقات: مولانا حکیم جنت گل حقانی مدظلہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز اور معروف خطیب ہیں۔ مجلس سے خصوصی لگاؤ اور محبت رکھتے ہیں۔ مولانا شجاع آبادی جب بھی علاقہ کے دورہ پر تشریف لاتے ہیں، حکیم صاحب سے ضرور ملتے ہیں۔ مغرب کی نماز بھی میں ادا کی اور کچھ دیر حکیم صاحب کے ہاں رہے۔ رات کا قیام مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کے جامعہ میں رہا۔ مدرسہ صدیقیہ نوشہرہ کلاں میں صبح گیارہ سے بارہ بجے تک بیان ہوا۔

جامعہ ابو ہریرہؓ کے جلسہ میں شرکت: مولانا عبدالقیوم حقانی تحریر وتقریر کے دھنی ہیں۔ ایک سو کے قریب کتب کے مصنف اور جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد کے بانی ہیں۔ مبلغین ختم نبوت سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ تقریباً ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے ہیں۔ ان کے حکم پر ان کے جامعہ میں ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی۔ نوشہرہ مجلس کے امیر مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ کی قیادت میں وفد ختم نبوت نے شرکت کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا مختصر بیان بھی ہوا۔

جامعہ حقانیہ میں حاضری: دارالعلوم حقانیہ پاکستان کا دارالعلوم دیو بند ہے، جس میں ہزاروں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ کی بنیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق تلمیذ حضرت مدنیؒ نے رکھی۔ آج جامعہ حقانیہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ دورۂ حدیث شریف میں پندرہ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دارالعلوم کا وسیع وعریض دارالحدیث تنگی داماں کی شکایت کررہا ہے۔ حضرت قاری صاحب کی قیادت میں وفد نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ جب وفد دارالعلوم میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بخاری شریف کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ وفد نے دارالحدیث میں سبق کا سماع کیا۔ مولانا کا بخاری شریف کا آخری سبق تھا۔ ایک طالب علم نے پشتو میں نظم پیش کی گویا وہ الوداعی نظم تھی، جس سے اکثر شرکاء دورہ کی آنکھیں پُرنم نظر آرہی تھیں۔ مولانا کے فرزند گرامی مولانا حامد الحق نے مولانا کو چٹ پیش کی جس میں مولانا شجاع آبادی اور ہماری آمد کا تذکرہ تھا۔ مولانا نے ہمارا خیر مقدم کیا اور فرمایا کہ دعا سے پہلے چند منٹ اپنے کورس کا اعلان کرلیں۔ مولانا نے خود بھی قادیانیت کے مقابلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا۔ مولانا شجاع آبادی نے انتہائی اختصار کے ساتھ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کے کردار کو سراہا۔ دعا کے بعد نماز عصر مسجد مولانا عبدالحق میں جماعت کے ساتھ ادا کی۔ مولانا وفد ختم نبوت کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔ دارالاہتمام میں پہنچے، جہاں وفد ختم نبوت اور واردین کی چائے کے ساتھ تواضع کی گئی۔ مولانا شجاع آبادی نے ۲۹، ۳۰ر اکتوبر کو منعقد ہونے والی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی۔ مولانا سمیع الحق کے سیکریٹری مولانا سید محمد یوسف شاہ اور مولانا اسرار اللہ سے کہا کہ گزشتہ سال بھی حضرت مولانا نے وعدہ فرمایا تھا، اس سال ایفائے عہد آپ حضرات کی ذمہ داری ہے۔ سیکریٹری نے کہا کہ ہم مولانا کی ڈائری میں نوٹ کرلیتے ہیں۔ رات کا قیام جامع مسجد بابا کرم شاہ قاری محمد اسلم مدظلہ کے پاس رہا۔

چارسدہ کا دورہ: ۴رمئی قبل از ظہر جامع عمر فاروق للبنین مندنی میں دستار بندی کی تقریب میں شمولیت کی دعوت مولانا اشفاق الرحمن مہتمم مدرسہ نے دی۔ مدرسۃ العزیزیہ ڈھکی امیر آباد کے مہتمم اور مولانا نجیب الاسلام ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت چارسدہ کی رفاقت ومعیت میں دستار بندی کی تقریب میں شرکت ہوئی تقریباً بیس حفاظ کی دستار بندی کرائی۔ دوپہر کا آرام جامعۃ العزیزیہ ڈھکی امیرآباد میں کیا۔

جامعہ فاروقیہ ہری چند: میں مذکورہ بالا احباب کی رفاقت میں حاضری دی۔ اور قبل از عصر مولانا شجاع آبادی نے طلباء وعلماء کرام کی ذمہ داری کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

مدرسہ حفظ القرآن بھوئی خیل: مولانا عبدالرؤف شاکر باہمت عالم دین ہیں، مجلس کے کاز اور اس کے رفقاء سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ ۴ر مئی بعد نماز عصر مدرسہ حفظ القرآن اساتذہ اور طلباء سے مولانا شجاع آبادی کا آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

جامعہ حسن بن علی: جامعہ کے بانی مفتی حمیداللہ جان ہیں۔ عظیم الشان مسجد اور مدرسہ قائم کیا ہے حضرت مولانا محمد حسن جان شہیدؒ کی یاد میں، جس میں سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ بعد نماز مغرب جامعہ کے اساتذہ وطلباء سے مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا اور چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ دو درجن کے قریب طلبا نے نام لکھوائے۔ شام کا کھانا بھائی عبدالرحمٰن کے ہاں تھا۔

۶ر مئی صبح کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی چناب نگر کے لئے تشریف لے گئے۔

چناب نگر ایک سالہ کورس کی اختتامی تقریب: چناب نگر.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی میں دعوت و ارشاد کے عنوان سے ایک سال کا کورس منعقد ہوا۔ یوں تو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی زیدمجدہ، مولانا غلام رسول حفظہ اللہ، مولانا محمد احمد بہاولپوری نے وقتاً فوقتاً شرکاء کورس کی تعلیم وتربیت میں حصہ لیا، لیکن کورس کے مستقل انچارج مولانا رضوان العزیز تھے۔ انہوں نے سال بھر اصول مناظرہ، اصول تفسیر، اصول حدیث، حجیت حدیث، اصول فقہ اور دیگر عنوانات پر اسباق پڑھائے، نیز پروجیکٹر کے ذریعہ بھی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا۔

۶ر مئی کو اس کورس کی اختتامی تقریب تھی، جس کی صدارت مولانا غلام رسول نے کی، جبکہ مولانا نور محمد ہزاروی امیر مجلس سرگودھا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے اختتامی بیانات ہوئے۔

اساتذہ کرام نے تربیت حاصل کرنے والے تیرہ علماء کرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ جہاں بھی رہیں، ختم نبوت کے چوکیدار بن کر رہیں۔ چونکہ مجلس ایک تبلیغی ادارہ ہے، جس کے وسائل بھی محدود ہیں۔ نیز ضروریات کو دیکھ کر علماء کرام کو مبلغ رکھا جاتا ہے۔ اس سال کی کلاس سے ایک عالم دین کو خوشاب اور میانوالی اضلاع کے لئے مبلغ رکھا گیا۔ ☆☆

نواب شاہ میں بھی مجلس کے دفتر کا سنگ بنیاد

نواب شاہ.... (مولانا قاضی احسان احمد) گزشتہ دنوں رب کریم کی رحمت سے نواب شاہ میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا قیام عمل میں لانے کے لئے ایک پلاٹ پر سنگ بنیاد رکھ دیا گیا، جہاں حسب دستور مجلس کا دفتر، مہمان خانہ، لائبریری اور دیگر ضروری تعمیرات کی جائیں گی۔ سنگ بنیاد کی اس پُروقار تقریب میں یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت فیوضہم نے بطور خاص شرکت کی۔ شالیمار گارڈن فیز II سانگھڑ روڈ نواب شاہ میں واقع یہ پلاٹ تقریباً دو ہزار چار سو مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ جس کے سنگ بنیاد کے لئے شام ۵ بجے کا وقت طے ہوا۔ اکابر علماء کرام، معززین علاقہ، خدام ختم نبوت کو اس پُروقار اور روح پرور تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ راقم الحروف کو بھی شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سنگ بنیاد کی تقریب سے پہلے راقم نے معزز مہمانوں اور احباب کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا، اس کے بعد تمام شرکاء اس جگہ پر گئے جہاں پر سنگ بنیاد رکھنا تھا۔ بندہ ناکارہ نے ایک ناواقف شخص کو اپنے دوسرے ساتھی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”بھائی! ڈال دو پتھر، ہوسکتا ہے کہ میں یہی ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے ورنہ عمل تو اپنے ایسے ہی ہیں۔“

سب سے پہلے مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت فیوضہم نے اپنے دست مبارک سے بنیاد کی جگہ پتھر ڈالے اور پھر دیگر احباب نے اس سعادت میں حصہ لیا۔ تقریب میں حضرت مولانا مفتی محمد یونس، مفتی عبدالکریم لغاری، مفتی محمد انیس، قاری عبدالخالق بروہی، مولانا سراج احمد، حاجی رفیق احمد قائم خانی، مولانا عبدالرشید، مولانا ظہیر احمد، قاری امجد مدنی، مولانا تجمل حسین، بشیر احمد میمن، قاری علی اصغر، قاری نیاز احمد، قاری عبداللہ فیض، جعفر آزاد، مفتی محمد بابر، محمد طاہر، محمد عمران، مولانا عطاءالرحمٰن اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ اللہ کریم اس مرکز کو رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے اور معاونین کے تعاون کو شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

دفتر کے تعمیری مراحل شروع ہوچکے ہیں اللہ تعالیٰ اہل خیر کو اس تعمیر میں دل کھول کر حصہ ڈالنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ قارئین ضرور اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اپنے جملہ احباب کو بھی اس عظیم صدقہ جاریہ میں حصہ لینے کی ترغیب دیں گے۔

تحفظ ختم نبوت زندہ باد

مولانا قاضی احسان احمد

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ اس کے تحفظ کے لئے قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع صحابہ، قیاس، تمام دلائل اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ غلام احمد قادیانی کا اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اس عقیدہ کو عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ اسی ختم نبوت کے عقیدہ سے امت کا جمال اور جلال وابستہ ہے، اسی عقیدہ کی وجہ سے قرآن کریم کا پیغام باقی ہے، اس عقیدہ کے تحفظ سے احادیث رسول کو بقا ہے، اس عقیدہ کی بقا سے مسجد، مدرسہ، خانقاہیں باقی ہیں۔ دین اور شریعت کی سلامتی عقیدہ ختم نبوت کی بقا میں ہے۔ مکمل دین کی بقا کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں آواز لگا رہی ہے۔ اس آواز حق کو گزشتہ دنوں کوئٹہ کی سرزمین پر بلند کیا گیا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی مقامی جماعت کے فیصلے کے مطابق ۵، ۶ رمئی ۲۰۱۵ء بروز منگل بدھ تحفظ ختم نبوت کانفرنسز منعقد کرنے کے لئے مشورہ ہوا، طے پایا کہ ۵ رمئی مرکزی جامع مسجد اور ۶ رمئی گول مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں کانفرنس منعقد کی جائے گی۔ دونوں پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے کوئٹہ شہر میں مختلف پروگرام طے کئے گئے، مدارس کے مہتمین حضرات سے ملاقات کی گئی جن مدارس کا دورہ کیا گیا، ان میں جامعہ تجوید القرآن، مطلع العلوم، جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد، جامعہ بحر العلوم، جامعہ امدادیہ، جامعہ اسلامیہ مفتاح العلوم اور جامعہ اسلامیہ قاسم العلوم اور دیگر کئی مدارس شامل ہیں۔ پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے مقررین کا انتخاب کیا گیا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور راقم قاضی احسان احمد کا انتخاب فرمایا اور مقامی جماعت کے مشورہ سے مناظر اسلام وکیل ختم نبوت مولانا منظور احمد مینگل صاحب سے بھی وقت لیا گیا (اور الحمدللہ! تمام مدعوین پروگرام میں شریک ہوئے اور اپنے قیمتی بیانات سے امت مسلمہ کو مستفید کیا) چنانچہ قائدین اور مقررین کے انتخاب کے بعد کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے اشتہارات شائع کئے گئے، مختلف کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی، تبلیغی تشہیری کمیٹی مقرر کی گئی، پینافلیکس بنائے گئے، شہر کے مختلف اہم مقامات پر بینرز اور پینافلیکس لگا کر تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی کا ماحول بنایا گیا اور الحمدللہ! خوب ماحول بنا، آوازگی، فضا پیدا ہوئی، لوگ جمع ہوئے، قافلہ بنا اور کامیاب ترین قافلہ بنا۔

ایک اہم ترین امر کی طرف خصوصی طور پر توجہ دی گئی کہ مقامی اسکولوں کا دورہ کیا گیا، طلبا کے سامنے ختم نبوت کے عقیدۂ کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا اور اسکول کے اسٹاف سے یہ درخواست کی گئی کہ بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی اہتمام کیا جائے اور انہیں اس پروگرام میں شامل کیا جائے، چنانچہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی اور عامۃ المسلمین میں سے بہت کثیر لوگوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔

مرکزی جامع مسجد میں کانفرنس کا آغاز بعد نماز عصر تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کئے گئے۔ نعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ راقم الحروف کا مغرب کی نماز تک بیان ہوا۔ بعد نماز مغرب شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان ہوا۔ مولانا نے اپنے بیان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ''محمد'' پر گفتگو فرماتے ہوئے مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہر چیز کی رعایت ہوسکتی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے کوئی رعایت نہیں ہوسکتی۔ بعد نماز عشاء برادر مکرم مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا تفصیلی بیان ہوا۔ آخر میں مناظر اسلام وکیل ختم نبوت مولانا منظور احمد مینگل کا ایمان افروز بیان ہوا۔ یوں پروگرام دعا پر تقریباً گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

۶ رمئی گول مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں راقم، مولانا راشد مدنی اور مولانا اللہ وسایا نے بیانات فرمائے۔ پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے انجمن تاجران، جید علماء کرام، وکلاء اور سول سوسائٹی کے افراد نے بہت تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اپنی طرف سے خوب جزا خیر عطا فرمائے جنہوں نے اسکول اور کانفرنس کے پروگرام طے کئے۔ خصوصاً مولانا عبدالواحد، مولانا انوار الحق، مولانا محمد یونس (مبلغ کوئٹہ)، بھائی عمران، جناب خلیل الرحمٰن، حاجی نعمت اللہ، حاجی گل محمد، عبدالاحد، حاجی احتشام، جناب محمد حمزہ ملوک اور دیگر بہت سے احباب جنہوں نے صبح و شام ان پروگراموں کے کامیاب انعقاد کے لئے محنت کی، مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جزا خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

جامعہ باب العلوم میں

بیتے ہوئے چند سال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کی پرانی تاریخ ہے، لیکن اس کی نشأۃ ثانیہ استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی ۱۹۷۲ء میں تشریف آوری پر ہوئی۔ مدرسہ کی چاردیواری، ناپختہ کمروں پر مشتمل تھی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے کہروڑ پکا کے لئے دعوت دینے والوں سے چند شرائط کے ساتھ آمادگی کا اظہار کیا۔ ان میں اہم ترین شرط یہ تھی کہ مہتمم اور شوریٰ جامعہ کی چاردیواری کے اندر کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

۲:... اساتذہ کرام کا عزل ونصب حضرت الشیخ کی صوابدید پر ہوگا۔

۳:... طلبا کا داخلہ واخراج بھی حضرت الشیخ کی صوابدید پر ہوگا۔

شرائط انتظامیہ نے تسلیم کرلیں اور حضرت الشیخ باب العلوم تشریف لے آئے۔ راقم نے جلالین شریف والے سال میں جامعہ خیرالمدارس ملتان میں تعلیم حاصل کی اور آئندہ سال مشکوٰۃ شریف کا تھا جو چھوٹا دورہ کہلاتا ہے۔ مختلف طلبا وعلما سے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ جنوبی پنجاب کے مدارس میں دو جامعات کی مشکوٰۃ بہت اہم ہے:

۱:... جامعہ خیرالمدارس ملتان، جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ مشکوٰۃ شریف پڑھاتے تھے۔

۲:... جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، جہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ مشکوٰۃ شریف کی تعلیم وتدریس میں مصروف تھے۔ اول الذکر شرح وبسط سے پڑھاتے تاکہ دورہ والے سال کی مباحث سے اُنس پیدا ہوجائے اور دورہ سے پہلے دورۂ حدیث شریف ہوجائے۔

ثانی الذکر نفس کتاب پر زور دیتے تھے اور ضروری مباحث کو انتہائی اختصار کے ساتھ ذہن نشین کراتے تاکہ الفاظ ومعانی حدیث ذہن نشین ہو جائیں۔ بندہ نے اپنی کم ہمتی کی وجہ سے ثانی الذکر شیخ کی خدمت میں حاضری کو ترجیح دی اور باب العلوم میں داخلہ لے لیا، اسباق کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی:

مشکوٰۃ شریف: اول ودوم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ۔

ہدایہ رابع: حضرت الشیخ مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔

دیوان خاصہ: حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ۔

اور دیگر کتب: حضرت مولانا محمد امین مدظلہ، حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ سے پڑھیں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ چونکہ ۱۸ سال سے مشکوٰۃ شریف پڑھارہے تھے، جس سے انہیں فقہی مباحث کی تفہیم کا خاصا ملکہ حاصل ہوچکا تھا۔ نیز ترجمہ قرآن پاک بھی حضرت استاذ جیؒ پڑھاتے تھے، جس میں حاضری ضروری ہوتی تھی۔

ہمارے مشکوٰۃ شریف والے سال میں انیس طلبا تھے تو اساتذہ کرام کی باہمی مشاورت سے آئندہ سال دورۂ حدیث شریف کا اعلان کردیا گیا، تو استاذ جیؒ اور دیگر اساتذہ کرام کی محبتوں بھری مجالس کی وجہ سے آئندہ سال دورۂ حدیث بھی باب العلوم میں ہی کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۱۳۹۵ھ شوال المکرم سے رجب المرجب ۱۳۹۶ھ باب العلوم میں گزارا اور اسباق کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی:

بخاری وترمذی: حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ۔

ابوداؤد شریف: حضرت الشیخ سیدی ومرشدی مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم۔

مسلم شریف: حضرت مولانا محمد امین صاحب مدظلہ (حال مدرس جامعہ خالد بن ولید وہاڑی)۔

نسائی شریف بعدہ ابن ماجہ شریف: حضرت الشیخ مولانا حبیب احمد زید مجدہ۔

طحاوی شریف: حضرت مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ۔ اور ایسے ہی مؤطین (مؤطا امام مالکؒ ومؤطا امام محمدؒ) بھی مذکورہ بالا اساتذہ کرام میں تقسیم ہوئیں۔

ہمارے زمانہ تعلیم میں مولانا محمد اسلم جلالیؒ ایک فقیر منش انسان ہوتے تھے، انہیں طلبا اکثر چھیڑتے رہتے۔ ایک مرتبہ زبردست آندھی آئی اور جامعہ میں آموں کے درخت بھی ہوتے تھے، ان درختوں کی بڑی بڑی ٹہنیاں ٹوٹیں، تو کسی طالب علم نے شرارت کی کہ ایک بڑی سی ٹہنی مولانا محمد اسلم جلالیؒ کی چارپائی کے اوپر اس طرح رکھ دی کہ موصوف کی

آنکھ کھلی تو انہوں نے شور کردیا، جس سے خاصا ہنگامہ سا برپا ہوگیا۔ حتیٰ کہ جامعہ کی شوریٰ کے بعض ممبران کو آکر سنبھالنا پڑا۔ جامعہ کی شوریٰ کے ایک ممبر ڈاکٹر محمد امین ونجارہ تھے (اللہ پاک انہیں صحت وتندرستی سے نوازیں) تشریف لائے، آکر طلبا کو سمجھایا کہ ایسی حرکت بہت نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ لہٰذا آئندہ ایسی شرارت آمیز حرکات نہ کیا کریں۔

محمد اسلم جلائی کا ذکر آیا، بہت سادہ مزاج اور فقیر منش انسان تھے۔ اللہ پاک نے انہیں سریلی آواز سے نوازا تھا۔ نفیس نظمیں بہت عمدہ پڑھتے تھے، طلبا کی انجمنوں کے مہمان خصوصی ہوتے۔ کسی عرب ملک میں چلے گئے، کچھ عرصہ کے بعد چھٹی پر آرہے تھے، جس دن واپسی تھی، اسی دن ان کی میت آئی۔ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اللھم اغفرلہ۔

اصلاح البیان کی انجمنیں: طلبا کرام میں تقاریر کا ذوق پیدا کرنے کے لئے جمعیت الانصار، جمعیت الاحرار، جمعیت الانصار اور ایسے ہی دیگر ناموں سے انجمنیں اساتذہ کرام کی سرپرستی میں قائم ہوئیں۔ ہر جمعرات عشاء کی نماز کے بعد درسگاہوں میں انجمنوں کے جلسے ہوتے اور طلبا کرام اس وقت کے معروف خطبا کی نقل میں بیان فرماتے۔

جمعیت طلبا اسلام میں اختلاف: ہمارا تعلیم کا زمانہ جمعیت طلبا اسلام کے عروج کا زمانہ تھا۔ جمعیت عصری تعلیمی اداروں میں موثر کردار ادا کررہی تھی۔ طلبا کی انجمنوں کے انتخاب میں جمعیت طلبا ملک بھر میں دوسرے نمبر پر تھی۔ جمعیت طلبا نے اچھے اچھے مقرر پیدا کئے، جو جذباتی انداز میں بڑے بڑے جلسوں میں خطاب کرتے تو جلسوں پر چھا جاتے اور ملک کے جامعات کے جلسوں میں بھی اپنی خطابت کے جوہر دکھلاتے۔ بدقسمتی سے جمعیت طلبا اسلام اختلاف وانتشار کا شکار ہوگئی اور اس کی ساری کروفر جاتی رہی۔ ہمارے اساتذہ کرام اور طلبا میں بھی دو رائیں تھیں۔ آگے چل کر جامعہ میں بعض ساتھیوں نے اشتعال انگیزی کی جو ہنگامہ آرائی کا باعث بنی۔ جس سے ایک ماہ کے لئے مدرسہ میں چھٹیاں ہوگئیں۔ ہمارا دورہ والا سال تھا، ایک ماہ کی تعطیلات کے دوران بہت علمی نقصان ہوا۔ وفاق المدارس العربیہ کے امتحان میں کما حقہ نتیجہ نہ آسکا۔

مولوی عبدالعزیز اچوی: چھوٹی کتابوں میں ہمارے ایک ساتھی بہت ذہین، فطین اور ہشیار تھے، طنز ومزاح، وگتی بازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ایک ساتھی سے کسی مسئلہ میں تو تو میں میں ہوگئی، تو اس نے کہا کہ تجھے عبرتناک سزا دوں گا۔

عبدالعزیز نے کہا: پھر؟

اس نے کہا کہ تیری دوسری ٹانگ توڑ دوں گا (موصوف ایک پاؤں سے معذور تھے)۔

عبدالعزیز نے کہا کہ پھر؟

اس نے ایک اور بات کی۔

عبدالعزیز نے کہا: پھر؟

تو وہ صاحب چڑ گئے اور مرنے مارنے پر تیار ہوگئے۔ وہ ساتھی جب سامنے آتے عبدالعزیز کہتا پھر؟ مدرسہ میں اچھا خاصا تماشا شروع ہوگیا، حتیٰ کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کو درمیان میں آنا پڑا۔

عبدالعزیز سے بڑے عرصہ کے بعد دو تین ماہ پہلے اُچ شریف میں دلچسپ ملاقات ہوئی۔ راقم نے کہا: عزیز بھائی! آج کل کیا شغل ہے؟ کہنے لگے: طنز ومزاح اور وگتی بازی اور بتلایا کہ اس سلسلہ میں بڑے بڑے مقابلے ہوئے ہیں، اول نمبر آنے والوں کو انعامات ملتے ہیں اور اکثر مجھے ہی ملے ہیں۔

جدید فیملی کوارٹر کے سامنے پرانے طرز کے کمرے ہیں جو اس طرح بنائے کہ سڑک کی طرف جب چاہیں گے دروازہ کھول کر شٹر لگا کر دکانیں بنادیں گے۔ دکان نما کمروں میں دو دو ساتھی ٹھہرائے گئے۔ ایک عرصہ تک انتہائی محبت کے ساتھ رہے۔ درمیان میں کچھ دن ایسے آئے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے کھچے کھچے رہنے لگے۔ عام طور پر جمعہ کے روز مکمل صفائی کی جاتی۔ ایک جمعہ راقم اور دوسرے جمعہ شاہ صاحب کی باری آتی، میری صفائی کی باری تھی۔ میں نے اپنا بکس ہٹایا تو میرے بکس کے نیچے ایک جانور (جس کے جسم پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں) جسے سرائیکی زبان ”چیہے“ کہتے ہیں تو اس کا ایک کانٹا نکل آیا۔ میں نے وہ اٹھا کر تنور میں ڈالا۔ اتفاقاً سلسلہ نقشبندیہ کے ایک شیخ حضرت صوفی احمد یار (المعروف حضرت رانا واہن والے) اپنے ایک مسترشد حافظ عبدالرشید ہریارؒ کے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ بندہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت احوال سے آگاہ کیا تو حضرت صوفی صاحبؒ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ”معوذتین“ (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر اپنے جسم پر دم کرلیا کریں، ان شاء اللہ العزیز! کوئی جادو اور ٹونا اثر انداز نہ ہوگا۔ الحمدللہ طالب علمی کے زمانہ سے راقم اس پر عمل پیرا ہے اور بہت سی ایسی آفات سے محفوظ ہے۔ شکر اللہ۔

ہمارے زمانہ کا باب العلوم: ہمارے زمانہ تعلیم کا باب العلوم بالکل سادہ عمارت پر مشتمل تھا، البتہ مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی دائیں طرف جہاں دفتر ہے، دفتر سے آگے چند پختہ کمرے تھے، جن میں ایک کمرہ لائبریری کے لئے تھا اور باقی کمرے درسگاہوں کا کام دیتے تھے، تعلیمی معیار بہت عمدہ تھا۔

بڑے استاذ جیؒ کے علاوہ حضرت مولانا محمد امین صاحب زیدہ مجدہم حال استاذ الحدیث جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی کالونی وہاڑی فقیر منش استاذ تھے،

پڑھنے پڑھانے سے کام رکھتے، سیاسیات اور لنگر جھمیلوں سے اپنے آپ کو بالکل الگ تھلک رکھتے، حالانکہ وہ سال سیاسی گہما گہمی کے سال تھے۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیراعظم تھے۔ ان کے مقابلہ میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے جو جمعیت علماء اسلام کے قائد تھے اور حزب اختلاف کے بھی کچھ عرصہ قائد رہے۔ اسی طرح حضرت درخواستیؒ بھی دیوانہ وار پیپلز پارٹی کی ظالم و جابر حکومت کے خلاف برسرپیکار تھے۔

حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نوجوان تھے اور جوانی سے ہی تہجد ونوافل کے پابند تھے۔ ہر جمعرات شام کو شجاع آباد مرشد الکاملین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی خدمت میں تشریف لے جاتے اور جمعہ شام کو واپس تشریف لاتے۔ حضرت خوب بہلویؒ سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ، مفتی اعظم مولانا عبدالستار ملتان، مولانا علی المرتضیٰ گدائی ڈیرہ غازی خان سے یکے بعد دیگرے خلافت سے نوازے گئے۔ بہت ہی قابل استاذ ہیں۔ حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ بھی انتہائی سادہ و فقیر منش انسان ہیں۔ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل ہیں۔ اللہ پاک نے آواز میں ترنم سے سرفراز فرمایا ہے۔ طلبا کی خدمت کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ طلبا کو کھلانے پلانے اور ان سے کھانے پینے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ طلبا حضرت الشیخ کا نام لے کر آپ کے گھر سے ناشتہ، چائے اور کھانا منگواتے۔ بہت ہی پیارے اور دلچسپ استاذ ہیں۔ تادم تحریر جامعہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور نائب الشیخ کے منصب پر فائز ہیں۔ جب بھی حاضری ہوئی ہے، انتہائی محبت سے پیش آتے ہیں، کافی عرصہ جامعہ کی مسجد کے امام بھی رہے۔

مولانا اللہ بخش صاحب ایاز ملکانوی مدظلہ آج کل جامعہ سراج العلوم لودھراں کے صدر المدرسین ہیں۔ استاذ جیؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں۔ بہاولپور کی طرف آتے جاتے آپ کی خدمت میں حاضری لازمی سمجھتا ہوں، اگرچہ آپ سے کوئی سبق پڑھنے کی سعادت نصیب نہیں ہوئی، تاہم استاذ کے درجے میں ہیں، لکھنے کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ سال میں ایک دو مضامین ضرور سپرد قلم فرماتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کے فیوض و برکات کو عام فرمائیں۔

حضرت مولانا منیر احمد منور زید مجدہم میرے طحاوی شریف اور مؤطین کے استاذ ہیں۔ فقہ حنفی پر عبور حاصل ہے۔ فرق باطلہ کے خلاف مناظرانہ ذوق رکھتے ہیں۔ انتھک استاذ ہیں، کئی کئی گھنٹے مسلسل پڑھانا اور فارغ اوقات میں مطالعہ بس یہی دو کام ہیں۔ استاذ جیؒ کی وفات کے بعد آپ استاذ جیؒ کے مسند نشین ہوئے۔ حضرت مہتمم صاحب نے جنازہ سے پہلے آپ کی جانشینی کا اعلان فرمادیا تھا۔ اتحاد اہلسنت پاکستان کے مرکزی نائب صدر ہیں۔ مجلس اور اس کے مشن کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں، ان کی دعائیں حصار کا کام دیتی ہیں۔

شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ میں امتحان سے فراغت حاصل کی۔ الحمدللہ! اساتذہ کرام کی دعاؤں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں مبلغ کی حیثیت سے تین سال رحیم یار خان، دس سال بہاول پور اور تقریباً دس سال لاہور گزارے۔ ۲۰۰۰ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں مبلغ کی حیثیت سے مختلف علاقوں میں خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ اللہ پاک آخری وقت تک نصیب فرمائے رکھیں، آمین! ☆☆☆

قادیانی سرعام اخبارات، رسائل وجرائد شائع کرکے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کررہے ہیں

میرپورخاص.... قادیانی سرعام اپنے اخبارات، رسائل اور جرائد شائع کرکے آئین پاکستان کی خلاف ورزی کررہے ہیں اور حکومت پاکستان اس کا کوئی نوٹس نہیں لے رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان مولانا محمد علی صدیقی نے مولانا حفیظ الرحمٰن فیض کے ہمراہ سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو ثبوت پیش کئے۔ مولانا عبدالغفور حیدری ایک مختصر دورہ پر میرپورخاص تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان مولانا محمد علی صدیقی نے ان کو ڈپٹی چیئرمین سینیٹ بننے پر مبارک باد پیش کی اور قادیانیوں کا ماہنامہ انصاراللہ (بابت مارچ ۲۰۱۵ء) رسالہ پیش کیا، جس میں سرعام شعائر اسلام کا استعمال تھا اور آئین پاکستان کی صراحتاً خلاف ورزی بھی کی گئی تھی جو آئین پاکستان کی پامالی ہے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے مولانا عبدالغفور حیدری کو بتایا کہ یہ رسالہ چناب نگر (ربوہ) سے شائع ہوتا ہے۔ پہلے اس کے ٹائٹل پر ربوہ لکھا ہوتا تھا اب نہیں ہوتا، اس لئے کہ حکومت نے اس کا نام تبدیل کردیا مگر قادیانی تسلیم نہیں کرتے اور اندر اب بھی چناب نگر کی بجائے ربوہ لکھا ہوا ہے اور اس کے ٹائٹل پر بیت اللہ کی تصویر دے کر اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ (علیہ السلام) کا لفظ بھی لکھا ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین مولانا عبدالغفور حیدری مدظلہ نے مولانا محمد علی صدیقی کی گفتگو تسلی سے سنا اور یقین دلایا کہ قادیانیوں کے خلاف ضروری اقدام کئے جائیں گے۔

بے لوث مجاہد حاجی محمد اسلم مرحوم، لندن

لندن (مولانا مفتی محمود الحسن) حاجی محمد اسلم صاحبؒ بہت نیک اور صالح شخصیت کے مالک انسان تھے۔ آپ ۱۹۶۱ء میں پاکستان سرائے عالمگیر سے برطانیہ تشریف لائے تھے۔ آپ کی طبیعت میں نیکی غالب تھی، اسی لئے علماء کرام کے ساتھ اپنے تعلق کو تادم واپسیں قائم و دائم رکھا۔ برطانیہ میں بڑے بڑے علمائے کرام کی میزبانی کا شرف حاصل کیا، جن میں چند نام یہ ہیں: مولانا قاری محمد طیب قاسمی (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ، حضرت مولانا سالم قاسمیؒ، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، عبداللطیف جہلمیؒ، مولانا سید الرشید ربانیؒ، قاری عبدالرشید رحمانی شامل ہیں۔

آپ نے ۱۹۷۴ء میں جامع مسجد گرین اسٹریٹ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے ہمراہ چند اور احباب بھی تھے۔ جامع مسجد کی تعمیر و ترقی کے لئے رات دن ایک کیا۔ شدید برف باری میں بھی مسجد کی تعمیر و ترقی کے لئے گلی گلی پھر کر چندہ اکٹھا کیا۔ آپ نے ذریعہ معاش لندن ٹرانسپورٹ میں ملازمت کی صورت میں اپنائے رکھا۔ جامع مسجد گرین اسٹریٹ کا افتتاح حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور حضرت مولانا منظور الحق سے کروایا۔ آپ نے مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندیؒ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ علمائے ربانی کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ بیان القرآن حضرت تھانوی قدس سرہ، "معارف القرآن" مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ چھ سالوں میں مطالعہ کیا۔ تفسیر ابن کثیرؒ کا بھی مطالعہ کیا اور معارف القرآن کے ساتھ موازنہ کیا۔ فقہ کی کتابیں بھی زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ اپنے بیٹے جناب حافظ محمد خلیل اسلم کو دارالعلوم بری میں حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب مدظلہ کے ہاں داخل کرایا، جہاں انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا۔

۱۹۸۵ء میں ختم نبوت کانفرنس میں میزبانوں کی فہرست میں رہے اور آخر وقت تک بڑے جذبے کے ساتھ ختم نبوت کانفرنسز میں شرکت فرماتے رہے۔ آپ نے ۱۹۷۷ء میں ایک حج کیا اور کئی عمرے ادا کرنے کی سعادت رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ ۱۶؍ مارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ صبح کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، آپ کی نماز جنازہ آپ کے ہونہار فرزند ارجمند صاحبزادہ حافظ خلیل اسلم نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن کے مبلغ مفتی محمود الحسن نے مجلس کی طرف سے نمائندگی کی۔ مقامی مسلم قبرستان میں دفن کیے گئے۔ اللہ پاک ان کی قبر پر انوارات کی بارش سدا برساتے رہیں، کیا خوب انسان تھے۔ ☆☆

احتسابِ قادیانیت (60 جلدیں)

ایک CD میں مفت حاصل کریں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے قدیم و جدید ردِ قادیانیت کی کتب کو ''احتساب قادیانیت'' کے عنوان سے 60 جلدوں پر مشتمل ایک ''حسین گلدستہ'' کی شکل میں شاندار طریقہ سے شائع کیا ہے۔ پروردگار کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اتنا بڑا خزانہ محفوظ کرنے کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ و دیگر جماعتی رفقاء اور اس عنوان پر کام کرنے والے احباب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔ بحرمة النبي الكريم صلى الله عليه وسلم۔

اللہ کے فضل و کرم سے مرکز سراجیہ نے احتساب قادیانیت کی 60 جلدوں کو ایک CD کی شکل میں تیار کیا ہے۔ اس CD میں احتساب قادیانیت کی 60 جلدیں جو کہ 34500 صفحات پر مشتمل ہیں مکمل PDF کی شکل میں شامل کر دی گئی ہیں، جنہیں کمپیوٹر، موبائل وغیرہ پر پڑھا جا سکتا ہے اور اس کا پرنٹ بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس CD کو کارکنانِ ختم نبوت مرکز سراجیہ لاہور سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4، اکرم پارک غالب مارکیٹ، گلبرگ III، لاہور سیل:0333-7044744

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

نویں اور آخری قسط

حافظ عبید اللہ

جابر بن یزید الجعفی الکوفی

اس روایت کے ایک راوی یہ صاحب ہیں، اگر چہ بعض ائمہ سے ان کی توثیق منقول ہے لیکن اکثریت انہیں ثقہ نہیں سمجھتی، ملاحظہ فرمائیں:

☆ امام یحییٰ بن معینؒ نے کہا: جابر جھوٹا ہے۔

☆ امام لیث بن سلیمؒ کہتے ہیں: وہ جھوٹا ہے۔

☆ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں: یحییٰ قطانؒ نے جابر کو ترک کر دیا تھا۔

☆ امام نسائیؒ کا قول ہے: وہ متروک ہے۔

☆ امام ابوداودؒ کہتے ہیں: میرے نزدیک وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

☆ امام ابن عیینہؒ کا کہنا ہے: میں نے جابر کو ترک کر دیا۔

☆ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: جابر (بارہویں امام) کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔

☆ امام جوز جانیؒ نے فرمایا: وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔

☆ امام ابن حبانؒ کہتے ہیں: وہ سبائی تھا اور عبداللہ بن سبا کی پارٹی سے تھا۔

☆ امام عقیلیؒ زائدہؒ سے نقل کرتے ہیں: وہ رافضی تھا اور صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا۔

(میزان الاعتدال، جلد 1، صفحات 351 تا 354، دار الرسالۃ العالمیۃ)

☆ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: جابر شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، اگر چہ امام شعبہؒ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن وہ توثیق شاذ ہے، حفاظ حدیث کے نزدیک یہ متروک راوی ہے۔ (الکاشف فی من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، جلد 1، صفحہ 288 طبع سعودیہ)

☆ ابوعوانہؒ کہتے ہیں: سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے مجھے جابر (جعفی) سے حدیث لینے سے منع کیا۔

☆ یحییٰ بن یعلیٰؒ نے کہا: اللہ کی قسم وہ جھوٹا تھا۔

☆ امام عقیلیؒ نے لکھا ہے: سعید بن جبیرؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

☆ امام ابن سعدؒ کہتے ہیں: وہ بہت زیادہ ضعیف تھا۔

☆ امام ساجیؒ نے فرمایا: سفیان بن عیینہؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

☆ میمونیؒ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: کیا جابر (جعفی) جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم۔ (تہذیب التہذیب، جلد 1، صفحات 283 تا 286، مؤسسۃ الرسالۃ)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: یہ ضعیف اور رافضی ہے۔

(تقریب التہذیب، صفحہ 137 طبع دار الرشید حلب)

قارئین محترم! ہمارے خیال میں یہ روایت جس میں چاند اور سورج گرہن کو مہدی کی نشانی بتایا گیا ہے عمرو بن شمر نے گھڑی ہے اور ''محمد بن علی'' کے نام تھوپ دی ہے، اور تمام علماء حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ''عمرو بن شمر'' کا کام ہی جھوٹی روایتیں بنانا تھا۔

چند مرزائی شبہات کا ازالہ

خود مرزا قادیانی نے بڑی صراحت کے ساتھ لکھا تھا کہ ''جو روایت امام بخاریؒ کی شرط کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں'' (تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحات 119 و 120) اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا تھا کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں سب مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں، پھر سنن ابن ماجہ اور سنن دار قطنی کی وہ روایات جو حقیقت میں ضعیف اور ناقابل قبول ہیں کس طرح ''صحیح ترین'' بن گئیں؟ بلکہ چاند اور سورج گرہن والی اس جھوٹی روایت کو نہایت بے شرمی کے ساتھ ''حدیث رسول'' لکھا گیا اور آج بھی لکھا جاتا ہے (قادیانی ویب سائٹ پر کسی ''مسعود ناصر'' نامی قادیانی کا ایک کتابچہ موجود ہے جس کا نام ہے ''خسوف وکسوف کا نشان'' اور اس میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے) دوسری طرف خود جماعت مرزائیہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ علم اصول حدیث کے مطابق یہ روایت جھوٹی اور ناقابل اعتبار ہے، لیکن پھر بھی اسے صحیح ثابت کرنے اور مرزا قادیانی کو مہدی بنانے کے لئے چند احمقانہ دلیلیں دیتی ہے، ہم مختصر طور پر ان شبہات کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس روایت میں بیان کی گئی بات کا پورا ہوجانا ثابت کرتا ہے کہ یہ روایت سچی ہے

جواب: یہ مرزائی دعویٰ ہی غلط ہے کہ اس روایت میں بیان کی گئی بات پوری ہوئی، کیا مرزا قادیانی کا کوئی امتی بتا سکتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ کے مطابق رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن کب لگا؟ نیز یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ عمرو بن شمر جیسے رافضی اور جھوٹے راوی کی گھڑی ہوئی روایت ہے جو اُس نے ''محمد بن علی'' کی طرف منسوب کردی۔

رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوہی نہیں سکتا

جواب: اگر رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور نصف رمضان میں سورج گرہن نہیں ہوسکتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں تو یہی ذکر ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، نیز اس روایت میں دوبارہ یہ بیان ہوا ہے کہ ایسا گرہن جب سے زمین وآسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ایسے گرہن کی بات ہورہی ہے جو خلاف عادت ہوگا، اور جیسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں لگا (یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن) ایسا گرہن تو مرزا سے پہلے بھی ہزاروں بار لگ چکا ہے اور جب تک زمین وآسمان ہیں لگتا رہے گا، بلکہ جیسا کہ بیان ہوا ''سوڈانی مہدی'' کی زندگی میں بھی لگ چکا ہے۔

مہینے کی پہلی رات کے چاند کو ''ہلال'' کہتے ہیں جبکہ روایت میں ''قمر'' کا لفظ ہے

مرزا قادیانی نے ایک مغالطہ یہ دیا ہے کہ اس روایت میں ہے کہ ''ینکسف القمر لأول لیلة من رمضان'' جس کا ترجمہ ہے کہ ''رمضان کی پہلی رات کو قمر یعنی چاند گرہن ہوگا''، یہاں مہینے کی سب سے پہلی رات مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ پہلی رات کے چاند کو عربی میں ''ھلال'' کہتے ہیں نہ کہ ''قمر'' لہٰذا اس کا مطلب یہی ہے کہ چاند گرہن والی تین راتوں یعنی 13، 14 اور 15 میں سے پہلی رات یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن ہوگا، چنانچہ مرزا لکھتا ہے:۔

''مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرا سوچو! حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے، پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روخ 11 صفحہ 331)

ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے:

''اے حضرات! خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اُس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ، روخ 17 صفحات 138، 139)

جواب: دراصل یہ مرزا قادیانی کی جہالت ہے کہ وہ دعویٰ کررہا ہے کہ ''قمر کا اطلاق پہلی تاریخوں کے چاند پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق تین یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے''، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مہینہ کی پہلی شب سے لے کر آخری شب کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں، صرف چاند کے مختلف اوقات مختلف حالتوں اور مختلف صفات کے لحاظ سے کبھی اسی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے، لیکن ہوتا وہ بھی قمر ہی ہے، آسان لفظوں میں ایسے سمجھیں کہ قمر کا اردو ترجمہ ہے ''چاند'' اور جس طرح اردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو ''چاند'' ہی کہتے ہیں، اسی طرح عربی میں پورے مہینے کے چاند کا اصلی نام ''قمر'' ہی ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿والقمر قدرناہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم (یٰس: 39)﴾ اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کردی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہوکر رہ جاتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے ﴿ھو الذي جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب (یونس: 5)﴾ اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا، اور چاند کو سراپا نور، اور اُس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کرسکو۔

ان دونوں آیات میں پورے مہینے کے چاند پر قمر کا لفظ بولا گیا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا، یہی بات ائمہ لغت نے بھی لکھی ہے، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''تاج العروس من جواھر القاموس'' میں لکھا ہے:

''الھلال بالکسر غُرّة القمر'' ہلال کہتے ہیں قمر کی ابتدائی صورت کو، پھر آگے لکھا ہے ''یُسمّیٰ القمر لِلیلتین من أول الشھر ھلالاً'' قمر کا نام مہینے کی پہلی دو راتوں تک ہلال رکھا گیا ہے۔ (تاج العروس، جلد 31 صفحہ 144 طبع کویت)

آپ نے دیکھا کہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ہلال ''قمر'' کا ہی نام ہے لیکن مرزا قادیانی اپنی اس جہالت کے باوجود ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے والے'' محاورہ کے مطابق علماء کو ڈانٹ رہا ہے، اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ نادان اور عقل کا اندھا کون ہے؟۔ پھر اگر مرزا قادیانی کی یہ جاہلانہ منطق ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کرلی جائے کہ ''قمر'' کا اطلاق مہینے کی شروع کی تین راتوں یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے تو پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات کو ہوگا کیونکہ اس جھوٹی روایت میں الفاظ ہیں ''ینخسف القمر لأول ليلة من رمضان '' جس کا ترجمہ ہے کہ ''قمر رمضان کی پہلی رات میں گرہن ہوگا'' تو مرزا کی منطق کے مطابق بھی ''قمر'' کی پہلی رات چوتھی یا آٹھویں شب ہے تو کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں رمضان کی چوتھی شب یا آٹھویں شب کو چاند گرہن ہوا؟، اور مرزا قادیانی نے ''تنکسف الشمس فی النصف منه '' کے بارے میں نہیں بتایا کہ ''شمس '' یعنی سورج کا اطلاق بھی صرف قمری مہینہ کی 27، 28 اور 29 تاریخ کے سورج پر ہی ہوتا ہے یا مہینہ کے نصف یعنی 14 یا 15 تاریخ کو نکلنے والے سورج کو بھی ''شمس'' ہی کہتے ہیں؟۔

اگر یہ روایت جھوٹی تھی تو امام دار قطنیؒ نے اپنی کتاب میں کیوں ذکر کی؟

مرزا قادیانی نے سنن دار قطنی کی اس روایت کے راویوں پر جرح کا جواب دیتے ہوئے ایک جگہ یوں لکھا:

''اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دار قطنی پر ہوگا کہ اُس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیا؟ یعنی یہ حدیث اگر قابلِ اعتبار نہیں تھی تو دار قطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟۔'' (تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 133)

جواب: محدثین کا کام روایات کو ان کی سندوں کے ساتھ جمع کرنا اور ذکر کرنا ہوتا ہے، اب یہ علماء اصول حدیث اور محققین کا کام ہے کہ وہ ہر روایت کے متن اور سند کی جانچ پرکھ کریں، محض کسی روایت کا کسی کتاب حدیث میں مذکور ہونا ہرگز اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں اور نہ اصول حدیث کا ایسا کوئی قاعدہ ہے، پھر ہماری زیر بحث روایت (بفرض محال اگر صحیح بھی ہو) تو نہ کسی صحابی کا قول ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کا فرمان بلکہ سنن دار قطنیؒ میں بھی صرف کسی ''محمد بن علی'' نامی شخص کی طرف منسوب قول ہے جو حجت نہیں اور نہ ہی امام دار قطنیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، نیز اگر مرزا قادیانی کی اس نرالی منطق کو تسلیم کرلیا جائے کہ چونکہ فلاں محدث نے اپنی کتاب میں فلاں روایت ذکر کی ہے لہٰذا یہ دلیل ہے کہ وہ روایت صحیح ہے تو پھر ہمارا سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے اُن تمام روایات کو مجروح، مخدوش اور غیر صحیح کیوں کہا جن کے اندر آنے والے مہدی کی علامات اور صفات کا ذکر ہے وہ بھی تو کتب حدیث میں مذکور ہیں بلکہ اُن کتابوں میں ہیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی نے ایک دھوکہ اور دیا ہے ''سنن دار قطنی'' کو ''صحیح دار قطنی'' کا نام دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ امام دار قطنیؒ نے ہرگز اپنی اس کتاب کا نام ''صحیح'' نہیں رکھا۔

آخری بات

مرزا غلام احمد قادیانی نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل (بجنور۔روہیل کھنڈ) کے نام ایک خط لکھا تھا، اس میں اس نے تحریر کیا کہ:

''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' (مکتوبات احمد، جلد 1 صفحہ 498 / الحکم 24 جولائی 1906ء صفحہ 9)

اور احادیث صحیحہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان جب تشریف لائیں گے تو زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے، وہ زمین میں حکومت بھی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے، مرزا قادیانی مرگیا لیکن زمین ظلم وستم سے بھری تھی اور آج تک ظلم وستم ہو رہا ہے، مرزا قادیانی کو اپنے گاؤں قادیان میں بھی کبھی حکومت نہیں نصیب ہوئی بلکہ وہ ساری زندگی انگریز کی غلامی میں رہا اور لوگوں کو بھی انگریز کی غلامی کی یوں تلقین کرتا رہا:

''میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (یعنی انگریزی حکومت۔ناقل) کے سچے خیرخواہ ہوجائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ان کے دلوں سے معدوم ہوجائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔''

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحات 155، 156)

اور چونکہ وہ خود عیسیٰ بن مریم ہونے کا مدعی ہے لہٰذا اُس کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام کے نماز پڑھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، وہ تو ایسا مہدی تھا جس کی امامت دوسرے کرواتے تھے، کیا اب بھی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟

وما علینا الا البلاغ المبین

تحریکِ ختم نبوت.....آغاز سے کامیابی تک

قسط:۳۱

سعود ساحر

اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں اپنی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ ''نزول مسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱'' پر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ''میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں آئینہ ہوں، جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل عکس ہے۔'' اس کے بعد مرزا غلام احمد کی زندگی کے تیسرے دور کی طرف آتے ہیں، تاہم اس کا ذکر کرنے سے پہلے ایوان کی توجہ ایک دو حوالہ جات کی طرف مبذول کراؤں گا۔ یہ قادیانیوں کے مطابق، خاتم النبیین کے معنی کے بارے میں ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ قادیانیوں یا مرزا غلام احمد یا اس کے پیروکاروں کے عقیدے کی رو سے نبی کی صورت کیوں تھی؟ اس دلیل کا ذکر کلمۃ الفصل ریویو آف ریلیجن کی جلد ۱۴ کے شمارے ۳۔۴ میں ۳ رمارچ ۱۹۰۵ء میں ملتا ہے۔ یہ دلچسپ ہونے کے ساتھ جگر سوز بھی ہے، لکھا ہے ''دجال نے پورے زور سے خروج کیا تھا۔ یاجوج ماجوج کی فوجیں ہر ایک اونچی جگہ سے امڈی چلی آ رہی تھیں۔ اسلام، عیسائیت کے پاؤں پر جان کنی کی حالت میں پڑا تھا اور دہریت اپنے آپ کو خوبصورت شکل میں پیش کر رہی تھی، مگر اس پر بھی مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور وہ خواب غفلت میں سو گئے، حتیٰ کہ وقت آیا جب محمدؐ کی روح اپنی امت کی حالت زار دیکھ کر تڑپتی ہوئی آستانہ الٰہی پر گری اور عرض کیا کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ! اے غریبوں کی مدد کرنے والے! میری کشتی ایک خطرناک طوفان میں گھر گئی ہے۔ میری بھیڑوں پر بھیڑیے ٹوٹ پڑے ہیں، میری امت شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے، تو میری مدد فرما۔ میری بھیڑوں کے لیے کسی چرواہے کو بھیج دے، تب یکایک آسمان پر ظلمت کا پردہ پھٹا اور خدا کا ایک نبی فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے زمین پر اترا تاکہ دنیا کو اس طوفان عظیم سے بچا دے اور امت محمدیؐ کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالے۔'' مرزا غلام احمد کہتا ہے ''وہ جو دنیا کا آخری نجات دینے والا بن کر آسمان سے دنیا کی مصیبت کے وقت زمین پر اترا، وہ جو امت محمدیہ کی بھیڑوں پر حملہ کرنے والے بھیڑیوں کو ہلاک کرنے آیا، وہ جو اسلام کی کشتی کو طوفان میں گھرے ہوئے دیکھ کر اٹھا تاکہ اسے کنارے لگائے، وہ جو خیر الامم کو شیطان کے پنجے میں گرفتار پا کر شیطان پر حملہ آور ہوا، وہ جو دجال کو زوروں پر دیکھ کر اس کے قلم کو پاش پاش کرنے کے لیے آگے بڑھا، وہ جو یاجوج ماجوج کی فوجوں کے سامنے اکیلا سینہ سپر ہوا، وہ جو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کو دور کرنے کے لیے امن کا شہزادہ بن کر زمین پر آیا، وہ جو دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا پا کر آسمان سے نور کو لایا، وہ جو محمدؐ کا اکلوتا بیٹا جس کے زمانے پر رسولوں نے ناز کیا، جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لیے بھیڑیے بن گئے۔ اس کے قتل کے منصوبے کیے گئے، اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے، اس کو اسلام دشمن قرار دیا، اس کے پاس جانے سے لوگوں کو روکا گیا، اس کے متبعین کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔''

محترم یحییٰ بختیار نے ایوان سے خطاب میں کہا کہ ''مجھے اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں، ایک طرف قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا نزول آسمان سے نہیں ہوگا (جب کہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائیں گے) اس اقتباس میں پرزور طریقے سے ایسی تصویر پیش کی گئی ہے کہ گویا مرزا غلام احمد آسمان سے اترے ہیں۔ اس سارے قضیے کا جگر سوز پہلو یہ ہے کہ ایک طرف بتایا جا رہا ہے کہ اس (غلام احمد) کی کس قدر ضرورت تھی اور مرزا غلام احمد نے کیا کیا کارنامے انجام دیئے تھے اور مسلمانوں کی مدد کے کیا کیا منصوبے تھے۔ پھر ایک ہی سانس میں کہتا ہے کہ ''بھیڑیں، بھیڑیے بن گئیں'' یہ ردعمل کیوں ہوا؟ ایک ایسے آدمی کے خلاف جو دوست تھا، ہیرو تھا، امداد کر رہا تھا۔ اس کی اس قدر شدید مخالفت کیوں ہوئی؟ جواب نہایت سادہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے بنیادی عقیدے پر حملہ کیا۔ جناب والا! مرزا غلام احمد نبی اور مسیح موعود کیوں بنا؟ اس کی ضرورت کیا تھی۔

مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ختم نبوت کے متعلق کیا تصور رکھتے ہیں۔ ان سب سوالوں کا جواب مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب ’’احمدیت یا سچا اسلام‘‘ کے صفحات ۱۰۔۱۱ پر ملتا ہے۔ مرزا محمود لکھتا ہے: ’’ہمارا ایمان ہے کہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی انبیاء کی جانشینی کا سلسلہ جاری رہے گا، کیونکہ عقل اس سلسلے کے دائمی طور پر موقوف ہونے کو تسلیم نہیں کرتی۔ جب تک دنیا میں نفسانی تاریکیوں کے دور آتے رہیں گے، جب تک انسان اپنے خالق سے دور ہوتا رہے گا، جب تک لوگ صراط مستقیم سے بھٹکتے رہیں گے اور ناامیدی کے اندھیروں میں گم ہوتے رہیں گے اور جب تک حسن کے متلاشی، سچائی کی تلاش کے لیے کوشاں رہیں گے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ حق کا راستہ دکھانے والے نورانی رہبروں کا ظہور موقوف ہو جائے، کیونکہ یہ خدا کی صفت رحمانیت سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ علاج کی اجازت تو دے، مگر اس کا علاج پیدا نہ کرے، وہ دلوں میں حق کی جستجو کی خواہش پیدا کرے، مگر خواہش کی تکمیل کرنے والوں کی آمد کا سلسلہ بند کر دے۔ ایسا خیال کرنا رب تعالیٰ کی صفت رحمانیت کی توہین ہے اور ایسا خیال کرنا روحانی اندھاپن ہے۔ اگر دنیا بھر میں کبھی بھی نبی کی ضرورت تھی تو آج یہ ضرورت سب سے زیادہ ہے، کیونکہ مذہب اور سچائی کھوکھلے ہو چکے ہیں۔‘‘

مرزا محمود کی کتاب سے اقتباس کے بعد اٹارنی جنرل نے کمیٹی سے خطاب میں کہا کہ ’’یہ ایک مدلل بات معلوم ہوتی ہے، قادیانیوں کے مطابق یہ دنیا کا سلسلہ ہے کہ اس پر ہر قسم کے لوگ پیدا ہوں گے۔ جس طرح خدا پہلے نبی بھیجتا رہا ہے، آئندہ بھی نبی آتے رہیں گے۔ بظاہر یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے۔ تاہم ہمیں نہ یہ کہنا کہ یہ سلسلہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ نبی کو خدا کی طرف سے وحی کی ضرورت رہے گی، یہ بات قادیانیوں کی برطانیہ میں شائع ہونے والی کتاب میں موجود ہے، مگر جب میں نے مرزا ناصر سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمدؐ کے بعد اور مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا؟ تو مرزا ناصر نے نفی میں جواب دیا، پھر میں نے مرزا ناصر سے دریافت کیا کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی آیا یا اب کسی نبی کی آمد کا کوئی امکان ہے؟ تو پھر بھی مرزا ناصر نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ مرزا بشیر محمود کے تمام دلائل دھند اور دھویں کی طرح مٹ گئے۔ صاف ظاہر ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو نعوذ باللہ، خاتم النبیین مانتے ہیں۔‘‘

اس موقع پر خصوصی کمیٹی کا اجلاس ۶ رستمبر ۷۴ء تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔

۶ رستمبر کو اجلاس صاحبزادہ فاروق علی کی صدارت میں شروع ہوا تو ارکان آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جس پر اسپیکر نے ایوان کو متوجہ کیا کہ جو ارکان آپس میں بات چیت کرنا چاہتے ہیں، وہ لابی میں تشریف لے جائیں، جس کے بعد اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے خطاب کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ روز مرزا قادیانی کی زندگی کے تین ادوار کا ذکر کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا پہلا دور عام مسلمانوں کی طرح ایک مبلغ جیسا تھا۔ اس کے بعد دوسرا دور شروع ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنے نظریات تبدیل کر لیے۔ اپنی تنظیم کی بنیاد رکھی اور بیعت لینا شروع کی۔ تیسرے دور کا آغاز ۱۸۸۹ء سے ہوا۔ اس دور میں مرزا غلام احمد نے ختم نبوت کا نیا تصور دیا، نئے معنی پہنائے، جس کے مطابق رب تعالیٰ نے جو پیغام حضرت محمد مصطفیٰؐ کو دیا تھا، اس کی وضاحت کے لیے وقتاً فوقتاً نبی آتے رہیں گے، لیکن مرزا قادیانی کے ماننے والے، مرزا کے بعد کسی نبی کی آمد کو نہیں مانتے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ گروہ نعوذ باللہ مرزا کو خاتم النبیین مانتا ہے۔

اب آگے دیکھئے۔ قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ ’’وہ (مسیح موعود) تاریخ کے اس دور میں ظاہر ہو گا جب رسل ورسائل کے ذرائع تبدیل ہو جائیں گے، زلزلے آئیں گے، جنگیں ہوں گی، گدھے اور اونٹ کی جگہ زیادہ مفید اور کارآمد ذرائع پیدا ہو جائیں گے، یہ تمام نشانیاں جن کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے، مرزا قادیانی کے زمانے پر صادق آتی ہیں اور مرزا مسیح موعود تھا۔‘‘

اب ’’احمدیت اور سچا اسلام‘‘ کا اقتباس دیکھئے: ’’اسی طرح پیش گوئی کی گئی تھی کہ مسیح موعود، دو عارضوں میں مبتلا ہو گا، جن میں سے ایک جسم کے اوپر کے حصے میں اور دوسرا نیچے والے حصہ میں ہو گا۔ اس کے سر کے بال کھڑے ہوں گے، رنگ گندمی ہو گا اور زبان میں لکنت ہو گی۔ اس کا تعلق زمیندار گھرانے سے ہو گا اور بات کرتے ہوئے وہ کبھی کبھی اپنا ہاتھ ران پر مارے گا۔ اس کا ظہور قادر نامی گاؤں میں ہو گا اور اس کی ذات مسیح موعود اور مہدی دونوں پر مشتمل ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ احمد (مرزا غلام قادیانی) مسیح موعود کو ایک تو چکروں کا عارضہ تھا، دوسرا ذیابیطس کا۔ اس کے بال کھڑے تھے، گندمی رنگ تھا، گفتگو میں لکنت تھی، بات کرتے ہوئے ران پر ہاتھ مارنے کی عادت تھی۔ زمیندار گھرانے سے تعلق تھا۔ قادیان یا کدعہ (جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے) کا رہنے والا تھا۔ قصہ مختصر، جب ہم ان پیش

گوئیوں کو اجتماعی شکل میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام کا تعلق اس زمانے سے ہے اور مرزا غلام احمد کی ذات سے ہے۔ یہی زمانہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے۔ جس کا ذکر گزشتہ انبیاء نے کیا تھا اور مرزا غلام احمد ہی وہ مسیح موعود ہے، جس کا صدیوں سے انتظار تھا۔'' جناب یحییٰ بختیار نے کہا کہ میں اس پر تبصرہ نہیں کروں گا، کمیٹی فیصلہ کر سکتی ہے کہ آیا یہ ثبوت اور دلیل صرف مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے یا اس زمانے کے سینکڑوں ہزاروں لوگوں پر۔ اب میں اس کی زندگی کے تیسرے دور کی طرف آتا ہوں۔ یہاں وہ (مرزا قادیانی) مکمل نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کسی ذیلی یا عارضی نبی کا نہیں۔ خود کو امتی نبی کہتے ہوئے مکمل نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضرت عیسیٰ پر برتری کا دعویٰ کیا، پھر تمام انبیاء پر برتری کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد حضرت محمدؐ سے برابری کا دعویٰ۔ اور آخرکار نبی آخر الزماںؐ پر بھی (معاذ اللہ) برتری کا دعویٰ۔ یہ مجمل طور پر مرزا قادیانی کی مذہبی زندگی کا خاکہ ہے۔ اب میں مختصر طور پر ان حوالہ جات پر توجہ مبذول کراؤں گا، جن سے میری گزارشات کی تائید ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے ''پیغمبروں اور رسولوں کے بغیر تم نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو'' پھر کہتا ہے ''اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس دعویٰ کی بنیاد ہے کہ حضرت محمدؐ کے بعد صرف وہی (مرزا غلام احمد) نبی ہے۔'' (استغفر اللہ) پھر مرزا قادیانی کہتا ہے ''جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں گزر چکے، ان کو کثیر نعمت میں حصہ نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔''

یہ اقتباس حقیقت الوحی جلد ۲۲ صفحہ ۷۔۴۰۶ سے ہے۔ اسی زمانے میں وہ (مرزا) مزید کہتا ہے کہ ''میں رسول اور نبی ہوں، یعنی بہ اعتبار ظلیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں، جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔'' نزول مسیح صفحہ ۳ پر کہتا ہے ''اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو خاتم النبیین بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرایا گیا، یعنی اپنی پیروی کے کمالات کی نبوت بخشی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقت الوحی)۔ پھر کہتا ہے کہ ''سچا خدا وہ ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

(جاری ہے)

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

کی قائم کردہ تعلیمی و اصلاحی درسگاہ دار العلوم سفینہ نوح میں

دورۂ تفسیر قرآن کریم و ردِّ فرقِ باطلہ

بطرز: حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

خصوصیات

★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول ★ ہر سورۃ کا موضوع و خلاصہ، ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ ★ شانِ نزول، ربط بین الآیات، مشکلاتِ قرآن ★ سیاستِ انبیاء ★ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرقِ باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلکِ اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مدرّسین کیلئے خصوصی نشست

جس میں صرف و نحو و دیگر فنون کی تدریس کا انداز سکھایا جائیگا۔ اس سعادت عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

مفسر قرآن

حضرت درخواستی کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر، رحیم یار خان

مولانا محمد طیب لدھیانوی

الداعی الی الخیر

داخلہ کے خواہشمند حضرات 3 عدد تصاویر، سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں

بتاریخ ۸ شعبان المعظم تا ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

بمطابق 27 مئی تا 2 جولائی 2015ء

نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

بمقام

دار العلوم سفینہ نوح و جامع مسجد خاتم النبیین

گلشن یوسف، پوسٹ آفس سوسائٹی سیکٹر 13/A اسکیم 33، گلزار ہجری کراچی فون

0321-9275680
0321-9264592
021-34647711

www.shaheedeislam.com

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ
ناصر الدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.